امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74

مورخہ ۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۱؍ نومبر ۲۰۲۴ء روز سوموار

شمارہ نمبر-43

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، اداریہ
■ یادوں کے چراغ، کتابوں کی دنیا
■ ٹریفک کا نظام سیرت نبوی............
■ پاکیزہ سماج کے بنیادی اصول
■ اوراد و وظائف سے دلوں......
■ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری......
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، طب وصحت

بین السطور

مدارس میں رائج تعلیمی نظریات

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

علم دین ودنیا کو الگ الگ خانوں میں بانٹا جاتا رہا ہے، مدارس دینیہ میں عصری علوم کا عمل دخل ایک زمانہ تک بالکلیہ ممنوع تھا اور عصری درسگاہوں میں اسلامک اسٹڈیز اور شعبۂ دینیات سے بات آگے نہیں بڑھا کرتی تھی، جس کی وجہ سے مدارس دینیہ کے فارغین عصری علوم سے عموماً نابلد رہتے تھے اور اگر کسی نے دیگر علوم میں درک پیدا کرلیا تو وہ اس کی ذاتی محنت ہوا کرتی تھی، یہ محنت کبھی تو مدارس کے فارغین آزادنہ کیا کرتے تھے اور کبھی کسی یونیورسٹی میں داخلہ لے کر، دوسری طرف عصری درسگاہوں کے پڑھے ہوئے طلبہ بنیادی دینی تعلیم سے ناواقف ہوتے تھے، جس کی وجہ سے دیگر فرقۂ باطلہ، ضالہ اور منحرفہ بآسانی انہیں اچک لیا کرتے تھے، اور بہت سارے دین وایمان سے ہاتھ دھولیا کرتے تھے، آج بھی فتنۂ شکیلیت اور قادیانیت کے شکار زیادہ وہی لوگ ہیں، جو دینی علوم سے دور رہے، بعض دفعہ نکاح پڑھاتے وقت اور بعض دفعہ عصری درسگاہوں میں دینی سوالات کرکے میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ عقائد تو بڑی چیز ہے، انہیں کلمہ طیبہ بھی صحیح سے یاد نہیں ہے، حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کے بقول علم کی اس تقسیم نے ملت کو دونیم کرکے رکھ دیا، اب علماء، الگ ہیں اور دانشوران الگ، عام حالتوں میں ان کے درمیان جو خلیج اور دوریاں ہیں اس سے ہر کس وناکس واقف ہے، قرآن کریم میں اقراء کا جو حکم دیا گیا ہے، اس میں پوری سورۃ میں مقرو کا ذکر نہیں ہے، یعنی کیا پڑھا جائے، یقیناً اس کا مدلول اول اور اصلی وحی الٰہی ہے، جو اس آیت کے نزول سے قرآن کریم کی شکل میں اپنے نبی پر اللہ نے اتارنا شروع کیا تھا، لیکن اشارۃ النص سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جو کچھ پڑھا جائے وہ باسم ربک ہو، اللہ رسول سے رشتہ منقطع کرنے والا نہ ہو۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی علم کو اکائی نہیں مانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تقسیم علم نافع اور علم غیر نافع سے کی، علم نافع کی زیادتی کے لیے دعاء سکھائی، رب زدنی علما نافعا، **اللھم انی اسئلک علما نافعا. اللھم انی اعوذبک من علم لا ینفع** ، موت کے بعد انسانی اعمال کے خاتمہ کی بات آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور واضح کیا کہ علم نافع کا ثواب موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ (**او علم ینتفع بہ**) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علم نافع کی تقسیم کامل اور غیر کامل سے کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جن علوم کا نفع دنیا وآخرت کو محیط ہے وہ علم نافع کامل ہے اور جو صرف دنیاوی ضرورتوں کے لیے ہے وہ نافع تو ہے، مگر کامل نہیں ہے، حضرت امام شافعیؒ کا مشہور قول ہے **العلم علمان، علم الادیان وعلم الابدان**، اس سے معلوم ہوا کہ علم اپنے جنس کے اعتبار سے اکائی ہوسکتا ہے، لیکن نفع وضرر، ایمانی اور دنیوی ضروریات، انتظامی امور اور طریقۂ کار کے اعتبار سے پہلے بھی الگ تھا اور اب بھی اس میں کوئی بڑی تبدیلی نہیں آئی ہے، اور شاید آئندہ بھی نہ آسکے۔

آزادی کے قبل سے ہی قدیم طریقۂ تعلیم کا حوالہ دے کر دونوں نظام تعلیم کو ایک کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے، اس وقت ادارے کم ہوتے تھے، درجہ بندی کے بجائے ایک ہی استاذ شاگردوں کو کئی کئی علوم اور فنون کی تعلیم دے ڈالتا تھا، اب ہمارے یہاں ایسے اساتذہ نہیں ہیں، جو تمام علوم وفنون کو سکھانے کی صلاحیت رکھتے ہوں، اس کے علاوہ یہ زمانہ اسپسلائزیشن کا ہے، تخصص کا ہے، بغیر تخصص کے کسی کی کوئی پوچھ نہیں ہے، علم کے ساتھ معاش کے حصول کی فکر نے علم کو معاشی کشکول بنا دیا ہے، ان دنوں علم سے ہماری دلچسپی کم اور شوربہ کے پیالے سے زیادہ ہے۔ اس فکر کی وجہ سے آخرت بچانے کے لیے عصری علوم کی درسگاہوں میں دینیات کی تعلیم کی شمولیت کو ضروری نہیں قرار دیا گیا، لیکن مدارس اسلامیہ والے اس کے لیے زیادہ فکرمند ہوئے کہ اپنے یہاں آنے والوں کو سارے علوم پڑھائے جائیں تاکہ وہ معاشی تگ ودو میں کسی سے پیچھے نہیں رہے، حالاں کہ میڈیکل کالج سے انجینئر نکالنے اور انجینئرنگ کالج سے ڈاکٹر پیدا کرنے، قانون سے متعلق تعلیمی اداروں سے تاریخ اور سماجیات کے ماہرین کو پیدا کرنے کی بات آج بھی پاگل پن کے ذیل میں آتا ہے، لیکن یہ ہم ہیں کہ مدارس اسلامیہ سے ہر قسم کا پروڈکٹ (پیداوار) نکالنے کو تیار ہیں اور دانشور حضرات ہماری پیٹھیں تھپ تھپا کر شاباشیاں دے رہے ہیں، حافظ بچوں تک کو ڈاکٹر انجینئر بنانے کے لیے اچک لیا جاتا ہے، سب جانتا ہے کہ راجندر سنگھ سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق تین سے چار فی صد بچے ہی مدارس میں پڑھتے ہیں، مسلمانوں کے چھیانوے فی صد بچے جو تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ معاش کے لیے ہی پڑھ رہے ہیں، ان کا مقصود ڈاکٹر، انجینئر آئی ایس، آئی پی ایس ہی بننا ہے، ان چھیانوے فی صد بچوں پر محنت اس قدر نہیں ہو رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کی معاشی پس ماندگی کو دور کرسکیں، انتظامیہ میں اپنی جگہ بنا سکیں، تو ان چار فی صد بچوں کو مدرسہ کی چٹائی سے آپ اٹھا لے گیے تو مسجد کو امام اور مدارس کو اچھے اساتذہ نہیں مل سکیں گے، اور واقعہ یہ ہے کہ آج بھی مل نہیں رہے ہیں، لیکن ان حالات سے ہمارے سوچ پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ مدارس کے نظام تعلیم وتربیت میں بڑی تبدیلی لاکر ایک ایسا نصاب بنایا جائے جو علم کی دوئی کو ختم کردے اور ہمارے فارغین بھی معاشی کشکول لے کر سرکاری ملازمتوں کے حصول میں لائن میں کھڑے ہوجائیں۔

ماضی میں اس طرح کا تین تجربہ میرے علم کی حد تک کیا گیا، ایک تجربہ آزادی سے قبل مدرسہ عالیہ کی شکل میں کیا گیا، جو دھیرے دھیرے مدرسہ کا چولا اتار کر عالیہ یونیورسٹی بن گئی اور اب وہ جامعہ ملیہ، جامعہ ہمدرد، علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کی طرح ایک یونیورسٹی ہے، جہاں اسلامک اسٹڈیز اور دینیات کے نام پر کچھ پڑھا دیا جاتا ہے، دوسرا تجربہ ہندوستان کے مختلف اداروں نے عصری علوم کی شمولیت کا کیا ہے، ہندی، انگریزی، حساب، سماجیات اور دیگر موضوعات شامل نصاب ہوا، مگر اس کا خاطر خواہ فائدہ نہ اس وقت سامنے آیا اور نہ اب سامنے ہے، اسی لیے ندوۃ العلماء نے عصری علوم کے فارغین کے لیے الگ سے نیا کورس پانچ سالہ شروع کیا جو اب بھی جاری ہے، دار العلوم دیوبند کے نصاب میں سماجیات وغیرہ نصاب کا حصہ تھا، اور ہم لوگوں نے اسے پڑھا لیکن شُد بُد سے آگے بات نہیں بڑھ سکی۔

تیسرا تجربہ بہار مدرسہ اکزامنیشن اور بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے ذریعہ کیا گیا، اسناد کو عصری درسگاہوں کے مساوی منظور کرانے کے چکر میں دونوں علوم کو نصاب کا حصہ بنایا گیا، اور اب ہمارے فکرمند نصابی کمیٹی کے ارکان نے مولوی، عالم سب میں مولوی آرٹس مولوی سائنس، مولوی کامرس اور اسی طرح عالم کامرس کے نصاب کا اجراء کیا ہے، گیارہ اساتذہ کے ذریعہ فاضل تک کی تعلیم دی جارہی ہے، مدارس میں سائنس اور کامرس کے اساتذہ ہیں ہی نہیں، پریکٹیکل کرانے کے لیے دار العمل نہیں، لیکن بغیر پڑھائے لکھائے اور بتائے پریکٹیکل کرایا جاتا رہا ہے، نصاب ہے کہ بڑھتا جا رہا ہے، اساتذہ سمٹتے جارہے ہیں، جو اساتذہ رٹائر ہوگیے، ان کی جگہ پر نئی بحالیاں برسوں سے بند ہیں، مدرسہ بورڈ میں کوئی چیرمین نہیں ہے جو کام کاج دیکھ سکے، اور خواہش کی جاتی ہے کہ مدارس ملحقہ کی تعلیم معیاری ہو، کہاں سے معیاری ہوگی، جب طلبہ پر غیر معمولی نصابی بوجھ ہوگا، اساتذہ ہوں گے نہیں تو کار طفلاں تو تمام ہو ہی جائے گا، آج صورت حال یہ ہے کہ میٹرک میں کامیابی کے لیے طلبہ کو پانچ سو کا پڑھنا پڑتا ہے اور مدارس کے طلبہ کو نو سو، دس سو، گیارہ سو نمبرات کے پیپر امتحان میں کرنے ہوتے ہیں، کہاں سے علمی رسوخ پیدا ہوگا۔

اس سوچ میں اب بھی تبدیلی نہیں آئی ہے، اب یہ کوشش ہو رہی ہے کہ سارا نصاب تو نہ پڑھایا جائے، البتہ طلبہ کو کچھ گھنٹوں میں ٹیکنیکل تعلیم دے کر انہیں خود کفیل بنا دیا جائے، ملک سے باہر شیخ سعید آل بوتاہ نے دار التعلیم والصنعۃ کے نام سے دبئی میں ایک ادارہ کھولا، جو اب بھی چل رہا ہے، ان کی سوچ یہ تھی کہ طلبہ کو پندرہ سال کی عمر میں فارغ ہوجانا چاہیے، کیوں کہ بلوغیت کے بعد جس طرح نماز روزے کے احکام متوجہ ہوتے ہیں، اسی طرح حصول معاش اور "**وابتغوا من فضل اللہ**" کے احکام بھی متوجہ ہوتے ہیں، چنانچہ انہوں نے نصاب کے ساتھ ٹیکنیکل تعلیم کو جوڑا، سالانہ درجات بدلنے کے بجائے چھ ماہ کا سمسٹر اور تعلیمی مراحل طے کیے اور وہ چل رہا ہے، مجھے نہیں معلوم کہ وہاں کے طلبہ دینی علوم میں مہارت پیدا کرکے نکل رہے ہیں یا معاشی علوم میں۔ (بقیہ صفحہ ۱۲؍ پر)

اچھی باتیں

اپنوں سے دغابازی کرنے والے کو ہمیشہ غیروں کے پاؤں میں گرتے دیکھا ہے ☆ والد کی محنت اور گھر کی مصیبت جسے یاد رہتی ہے وہ کبھی غلط راستوں پر نہیں جاتا ☆ زندگی میں ان خوابوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے، جن کو پورا کرنے کے لیے آپ کو اپنوں سے ہی چھل کرنا پڑے ☆ جب خاندان کے لوگ دشمن لگنے لگیں اور پرائے اپنے لگنے لگیں تو سمجھ لینا کہ بربادی کا وقت قریب ہے ☆ اپنی لڑائی خود ہی لڑنی ہوگی، کیوں کہ بنا مطلب کے لوگ صرف مشورہ دیں گے، ساتھ نہیں ☆ زندگی اسے ہی آزماتی ہے، جسے ہر موڑ پر چلنا آتا ہے ☆ لمبا دھاگہ اور لمبی زبان ہمیشہ الجھ جاتی ہے، اس لیے دھاگہ لپیٹ کر اور زبان سمیٹ کر رکھنا چاہیے ☆ زندگی میں کچھ سیکھو یا نہ سیکھو، مگر لوگوں کی پہچان ضرور سیکھو، کیوں کہ لوگ جیسے دکھتے ہیں وہ ویسے ہوتے نہیں ہیں۔ (حاصل مطالعہ ومشاہدہ)

بلا تبصرہ

آج ملک میں کچھ ہی ایسی ریاستیں ہیں جو معاشی اعتبار سے بہتر حالت میں ہیں، ان کے ساتھ کمزور معاشی حیثیت والی ریاستیں بھی عوام کو اپنی طرف کرنے کے لیے دلکش اعلانات کرتی رہتی ہیں، اس میں وہ سیاسی پارٹیاں بھی شامل ہیں جو دوسروں کے اعلان پر ان کی مذمت کرتے رہتے ہیں، اور ایسا وہ انتخاب کے موقع سے چناؤ جیتنے کی غرض سے کیا کرتے ہیں، انتخاب کے بعد معاشی اعتبار سے مضبوط ریاستوں کے لیے تو یہ ممکن ہوتا ہے کہ اعلان کے مطابق وہ تنفیذ کردیں، لیکن کمزور ریاستوں کے لیے ان منصوبوں کا نفاذ ممکن نہیں ہوتا، ایسے میں عوام کو سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جو ریاستیں اپنے دل لبھانے والے منصوبوں کو بروئے کار لاتی ہیں، ان کی معاشی بنیادوں پر بھی اس کا برا اثر پڑتا ہے، سیاسی لوگ اسے "ریوڑی تہذیب" سے تعبیر کرتے ہیں، اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہر پارٹی اپنے مینوفیسٹو میں "ریوڑی تہذیب" کو فروغ دینے میں مشغول ہے۔ (واحد متکلم)

اللہ کی باتیں ——— رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

جذبات واحساسات کو قابو میں رکھئے

''اوران لوگوں پر آدم کے دونوں بیٹوں کا واقعہ بھی ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنا دیجئے، جب دونوں نے قربانی پیش کی تو ان دونوں میں سے ایک کی تو قربانی قبول کرلی گئی اور دوسرے کی قبول نہیں کی گئی، دوسرے نے کہا کہ میں تجھ کو قتل کرکے رہوں گا، پہلے نے کہا کہ اللہ تقویٰ والوں ہی کا عمل قبول کرتے ہیں'' (سورہ مائدہ، آیت: ۲۷)

مطلب: انسانوں کو ہمیشہ اپنے جذبات واحساسات کو قابو میں رکھنا چاہئے، کبھی بھی اور کسی بھی خلاف واقعہ معاملہ پر فوراً مشتعل نہیں ہونا چاہئے، بلکہ حقیقت حال کی گہرائی میں اترنا چاہئے، معاملہ کو سمجھنا چاہئے اس سے باہمی تعلقات میں خوشگواری آئے گی، محبت وہمدردی، صلہ رحمی کے جذبات فروغ پائیں گے، اگر ہم ہر بات پر آپے سے باہر ہوجائیں گے تو سنگ دلی، خودغرضی اور بے صبری جیسی خرابیاں پیدا ہوں گی، پھر تو انسان انسانیت کی سطح سے نیچے گر جائے گا، اس حقیقت کو قرآن مجید نے مثال سے سمجھایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے ہابیل وقابیل کا ایک معاملہ میں اختلاف ہوگیا، اس کا پس منظر یہ تھا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام آباد کئے گئے تو اس وقت سب سے بڑی ضرورت نسل انسانی کی افزائش تھی، چنانچہ حضرت حوا کو مسلسل جڑواں اولاد ہوتی، جن میں سے ایک لڑکا ہوتا اور ایک لڑکی، حضرت آدم کی شریعت میں حکم یہ تھا کہ ایک ہی بطن سے پیدا ہونے والے بھائی بہن ایک دوسرے کے لئے حرام ہیں، دوسرے بطن کی اولاد سے ان کا نکاح ہوتا، چنانچہ قابیل وہابیل کا ایک دوسرے کی جڑواں بہن سے نکاح ہوا، قابیل کی بہن کا نام ''اقلیماء'' تھا، وہ زیادہ حسین وخوبصورت تھی، ہابیل کی بہن کا نام ''لیواز'' تھا اور وہ اتنی خوبصورت نہیں تھی، قابیل اپنی ہی جڑواں بہن سے نکاح کرنے پر مصر تھے، حضرت آدمؑ نے اسے سمجھایا، لیکن اس نے نہیں مانا، پھر آپ نے دونوں کو خدا کے حضور اپنی نذر پیش کرنے کی تلقین کی کہ جس کی نذر قبول ہوجائے اس کا نکاح اس خوبصورت لڑکی سے ہو، ہابیل کے پاس مویشی تھے، اس نے مینڈھا پیش کیا، قابیل کے پاس کھیتی تھی اس نے پیداوار کا ناقص حصہ پیش کیا، ہابیل کی قربانی پر آسمانی آگ اتری جو قبولیت کی علامت تھی، قابیل کی قربانی پر آگ نہیں اتری، مگر اس کے باوجود قابیل نہ مانے اور قتل کی دھمکی دینے لگا، پھر اس دھمکی کے جواب میں جب ہابیل نے واضح کردیا کہ وہ پھر بھی ہاتھ نہیں اٹھائے گا تو اب اس کی ہمت اور بڑھ گئی اور آخر اس نے بھائی کو قتل کرکے چھوڑا'' (ابن کثیر: ۶، بحوالہ آسان تفسیر، ص: ۳۷۱) ان دونوں بھائیوں کی آپسی رسہ کشی سے بگاڑ پیدا ہوا اور خون خرابہ تک کی نوبت آئی، یہیں سے معلوم ہوا کہ جذبات واحساسات میں اعتدال وتوازن ہو تو وہ محمود ومفید ہے اور اگر توازن نہ ہو تو یہی مضر وخطرناک ہے، لہٰذا جذبات اور احساسات کو اعتدال پر رکھئے، تاکہ امن وسکون کی زندگی گذر سکے۔

عبادت کا افضل طریقہ

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مریضوں کی عیادت کرو اور ان سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کریں، کیوں کہ بیمار کی دعا قبول کی جاتی ہے اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں'' (طبرانی)

وضاحت: کسی مریض کی عیادت وغمخواری کرنا اور اس کو تسلی دینا ایک انسانی فریضہ ہے، مریض چاہے بوڑھا ہو یا جوان، مسلم ہو یا غیر مسلم سب کی خدمت گذاری کرنا چاہئے، اس سے مریض کو جہاں قلبی سکون ملتا ہے، وہیں اس کا غم بھی ہلکا ہوتا ہے اور جب آپ کسی کے غم کو ہلکا کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے غم کو ہلکا کریں گے، اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماروں کی عیادت کی خاص تاکید فرمائی اور اس عمل کو بڑے اجروثواب کا عمل بتلایا، صحابہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا جن میں سے ایک بیمار کی عیادت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی صبح کو کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو شام تک فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعاء مانگتے ہیں اور جب وہ شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح تک فرشتے اس کی مغفرت کے لئے اللہ سے دعاء کرتے ہیں اور یہ بھی آیا ہے کہ جب کوئی کسی مریض عیادت کے لئے جاتا ہے تو واپسی تک وہ جنت کے باغات میں ہوتا ہے، لیکن یہ فضیلت اسی وقت حاصل ہوگی جب عیادت کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھا جائے، یعنی جب مریض کی عیادت کے لئے جائیں تو اس کے ہاتھ اور پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کو دلاسا دیں اور اس کو شفا پانے کیلئے اللہ سے دعاء کریں اور مزاج پرسی کے وقت صبر وشکر کی تلقین کریں، ہمت دلائیں اور دلجوئی کی باتیں کریں، ان کے سامنے فکرواندیشہ کی کوئی بات ہرگز نہ کریں، اس سے ان کے دل پر چوٹ پڑے گی اور وہ زندگی سے مایوس ہوجائے گا، ترمذی شریف کی ایک حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو موت کے بارے میں اس کی فکر کو دور کرو، اس لئے کہ یہ بات اس کے دل کو خوش کرے گی، بہت سے لوگ عیادت کے وقت بے شعوری میں کہدیا کرتے ہیں کہ میرے فلاں رشتہ دار کی موت اسی مرض میں ہوگئی تھی، اس طرح کے جملوں سے مریض کا حوصلہ کمزور پڑتا ہے پھر وہ زندگی سے مایوس ہوجائے گا، اس لئے جب کسی مریض کے پاس جائے تو ان کے لئے صحت وعافیت کی دعا کیجئے اور ان سے بھی دعاء کی درخواست کیجئے، کیونکہ یہ اس وقت پریشان حال ہیں اور اللہ تعالیٰ پریشان حال لوگوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے، اسی طرح جب مریض کی عیادت کے لئے جائے تو بلاضرورت دیر تک نہ بیٹھے، حدیث پاک میں ہے کہ عیادت کا افضل طریقہ یہ ہے کہ عیادت کرنے والا عیادت کرنے کے بعد دیر تک نہ بیٹھے، بعض اوقات اس سے مریض کو تکلیف پہونچتی ہے اور بسا اوقات اہل خانہ کو زحمت ہوتی ہے، ہاں اگر مریض اور گھر والے خواہشمند ہوں تو دیر تک بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بہت سے لوگ ذاتی مصالح کی بنیاد پر عیادت کرتے ہیں، یا آپسی رنجش کی وجہ سے کرتے ہی نہیں ہیں، یہ دونوں طریقہ مزاج نبوت کے خلاف ہے، مومنانہ شان یہ ہے کہ اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر مریضوں کی عیادت کرنی چاہئے، اس میں نہ ذاتی منفعت کو سامنے رکھے اور نہ ہی کسی دلی کدورت کو آڑے آنے دیجئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

عیسائی لڑکی سے نکاح

س: ایک مسلم لڑکا جو جرمن میں رہتا ہے اس کی محبت ایک عیسائی لڑکی سے ہوگئی، دونوں ایک دوسرے سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، لیکن لڑکی مذہب اسلام قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہے، اس کا کہنا ہے قرآن مجید میں کتابیہ سے نکاح کی اجازت دی گئی ہے، اس لئے ہمیں نکاح کرنے کیلئے تبدیلی مذہب کی ضرورت نہیں ہے، ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر مذکورہ عورت اللہ تعالیٰ کے وجود کی قائل، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی اور تورات وانجیل کو اللہ کی کتاب مانتی ہے، اسلام سے مرتد ہوکر یہودیت ونصرانیت اختیار نہیں کی ہے، بلکہ اصلاً یہودیہ یا نصرانیہ ہے، نیز عام اقوام یورپ کی طرح صرف نام کی عیسائی اور درحقیقت لامذہب دہریہ نہیں ہے، بلکہ کم ازکم اپنے مذہبی اصول کو مانتی ہے تو وہ اہل کتاب ہے اور اہل کتاب سے قرآن نے نکاح کی اجازت دی ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ'' (المائدة: ۵) قرآن پاک کی تصریح کے مطابق حضرات فقہاء کرام نے بھی کتابیہ سے نکاح جائز قرار دیا ہے اور اس کی گنجائش رکھی ہے (دیکھئے شامی، فصل فی المحرمات: ۴۵/۳، فتاویٰ عالمگیری: ۲۸۱/۱) لہٰذا اصولاً اس طرح کی کتابیہ سے نکاح جائز ہونا چاہئے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ایسا نکاح جس میں میاں بیوی دونوں الگ الگ دین وشریعت کے پابند ہوں ان سے ہونے والے بچہ پر کس کا رنگ غالب ہوگا، ظاہر ہے بچہ عادۃً اکثر اوقات اپنی ماں کے ساتھ رہتا ہے، اس لئے فطری طور پر ماں کے طور وطریق اخلاق وکردار اور طریقہ عبادت کو وہ زیادہ دیکھے گا اور اسی کو قبول کرے گا، اگر ماں چرچ جائے گی اور اپنے مذہب کے مطابق اپنے مذہبی امور کو انجام دے گی تو لازمی طور پر اس کا اثر بچہ کے صاف وشفاف آئینہ کے مانند ذہن ودماغ پر پڑے گا اور بچہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گا اور جو چھاپ بچہ کے ذہن میں اس کے بچپن کے زمانہ ہی میں پڑ گیا اس کو دور کرنا باپ کے لئے بڑا مشکل ہوگا اور اگر اس معاملہ میں زوجین نے تشدد کی راہ اختیار کی تو کوئی بعید نہیں کہ رشتہ نکاح میں درار پیدا ہوجائے اور ساری محبت تلخی میں بدل جائے اور مقصد نکاح فوت ہوجائے، نیز اس وقت کے اہل کتاب کو ان کے اصل دین پر ماننا اور پرکھنا بھی مشکل ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں کتابیہ سے نکاح کرنے کو منع کیا تھا، لہٰذا مذکورہ مفاسد کے پیش نظر نکاح کے لئے کسی مسلم لڑکی ہی کا انتخاب کیا جائے اور کتابیہ سے نکاح نہ کیا جائے۔ (البحر الرائق: ۱۸۳/۳)

سنی لڑکی کا شیعہ لڑکے سے نکاح

س: ایک سنی لڑکی ہے جس کے تعلقات ایک شیعہ لڑکے سے دوران تعلیم ہی ہوگئے، اب دونوں ایک ساتھ آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں، اگر شیعہ لڑکا شیعیت سے توبہ کرلے تو اس کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

ج: اسلام میں جواز نکاح کے لئے لڑکا اور لڑکی دونوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے اور شیعہ جس کے عقائد یہ ہوں کہ قرآن کریم میں تحریف ہوئی ہے، حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وحی پہونچانے میں غلطی ہوئی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ الوہیت میں شریک ہیں، بارہ امام منجانب اللہ ہیں اور معصوم ہیں، حضرات شیخین ''ابوبکر صدیق، عمر فاروق رضی اللہ عنہما'' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرتا ہو، تو چونکہ اس کا عقیدہ رکھنے والا شخص مسلمان نہیں رہتا، اس لئے کسی سنی لڑکی کا نکاح ایسے شخص سے شرعاً جائز نہیں ہے: ''وبهذا ظهر أن الرافضي ان كان ممن يعتقد الالوهية في علي أو ان جبرئيل غلط في الوحي أو كان ينكر صحبة الصديق أو يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة'' (رد المحتار: ۱۳۵/۴)

البتہ اگر کسی شیعہ کے عقائد وہ نہ ہوں جو بیان کئے گئے یا اپنے باطل کفریہ عقائد سے صدق دل سے توبہ کرکے معتبر گواہوں کے سامنے اسلامی عقائد کے اعتراف کے ساتھ ساتھ شیعہ کے باطل عقائد سے مکمل برأت کا اظہار کرے اور اپنے عقیدہ کے مطابق تقیہ سے کام نہ لے اور صحیح اسلامی عقائد کا صدق دل سے اعتراف واقرار کرلے تو اس سے سنی لڑکی کا نکاح شرعاً جائز ہے۔

مسجد میں نام کا کتبہ لگانا

س: ایک شخص نے مسجد کی دوسری منزل پر ماربل لگوایا، اب وہ اس کے کسی حصہ میں اپنی مرحومہ ماں کے نام کا ایک کتبہ برائے ایصال ثواب لگانا چاہتا ہے، شرعاً درست ہے یا نہیں؟

ج: ایصال ثواب کے لئے نام کا کتبہ لگانا ضروری نہیں ہے، بلکہ نام کا کتبہ لگانے میں نام ونمود اور ریاکاری کا اندیشہ ہے، جس سے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں، اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا'' (البقرة: ۲۶۴) اے ایمان والو! احسان جتلا کر اور تکلیف پہونچا کر اپنے صدقہ کو اس شخص کی طرح ضائع نہ کرو جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور آخرت پر یقین نہیں رکھتا، اس کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر (تھوڑی سی) مٹی ہو، پھر زور کی بارش ہو اور اسے بالکل صاف کردے، ان کو اپنی کمائی میں سے بھی کچھ نہیں ملے گا۔

لہٰذا نام کا کتبہ لگانے سے پرہیز کیا جائے، بغیر کتبہ لگائے بھی اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضا کے لئے مرحومہ والدہ کی طرف سے مسجد میں خرچ کئے ہوئے مال کا ثواب ان شاء اللہ مرحومہ کو مل جائے گا، تاہم اگر کوئی لگانا ہی چاہے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 64/74 شمارہ نمبر 43 مورخہ ۸رجمادی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۱رنومبر ۲۰۲۴ء روز سوموار

اچھا ماحول بنایئے

اس دنیا کے ماحول کو خراب کرنے میں ہماری بدعملی اور بے عملی کا بھی بڑا دخل ہے، یہ جو روئے زمین پر گناہ کے کام ہورہے ہیں، ایمان سوز واقعات ہمارے سامنے آرہے ہیں، کسی دن کا اخبار اٹھا کر دیکھ ڈالیے اس میں قتل وزنا، فحاشی وبدکاری اور جرائم کے واقعات کثرت سے آپ کو ملیں گے، اس کی بنیادی وجہ ماحول کی خرابی ہے، انسان جس ماحول میں زندگی گذار رہا ہے، اس سے وہ اپنے کو الگ تھلگ نہیں کرسکتا، بے نمازی کے ماحول میں رہ کر پابند صلوٰۃ لوگوں کی نماز کے چھوٹ جانے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، کوئلے کی کان کے پاس سے گذرنے سے کپڑے کالے ہوتے ہیں اور پھول کی کیاریوں سے گذریے تو کپڑوں میں پھول کی خوشبو رچ بس جاتی ہے، نیکوں کی صحبت سے جو ماحول بنتا ہے وہ دل ودماغ کو نیکیوں کی طرف راغب کرتا ہے اور بدوں کی صحبت بدی کی طرف مائل کرتی ہے؛ اس لیے سماج کے ماحول کو بنانے کی ضرورت ہے۔

ماحول سازی کا یہ کام سماج میں رہ رہے ہر انسان کی ذمہ داری ہے۔ البتہ ایک داعی قوم ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی زیادہ ذمہ داری بنتی ہے، مسلمانوں میں بھی چوں کہ علماء وارث انبیاء ہیں، ان کے پاس دینی علوم ومعارف کا خزانہ ہے، اس لیے ان کی پہلی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو بتائیں کہ دنیا کے ماحول کو صرف فضائی آلودگی ہی سے خطرہ نہیں ہے، ہماری بدعملی سے بھی خطرات لاحق ہیں، اس لیے ہمیں اپنے اعمال کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے اور اچھے سماج کے بنانے میں معاونت کرنی چاہیے، پورے ماحول کو خدا بیزاری سے بچانا اور دہریوں کو ایمان کے راستے پر لگانا ایک بڑا کام ہے، ماحول سازی کا کام ہمیں مذہب کی بنیادی تعلیمات سے شروع کرنا چاہیے، لوگوں کو بتانا چاہیے کہ خدا بیزاری اور دین سے دور ہونے کے دنیوی اور اخروی نقصانات کیا ہیں، اور کس طرح اس کی وجہ سے ہماری زندگی اجیرن بنتی جارہی ہے۔ ذات برادری کی لعنت، طبقاتی، نسلی، لسانی عصبیت اور اپنے مفاد کے لیے دوسروں کے مفاد کو داؤ پر لگانے کی ہوڑ نے ہماری سماجی زندگی کو کس طرح جہنم بنا کر رکھ دیا ہے۔

اس کے لیے ہمیں اپنے اعمال کی اصلاح بھی کرنی ضروری ہے، اس لیے کہ اصلاح کرنے والے کو خود بھی باعمل ہونا چاہیے، مصلح کا عمل خود اس کی دعوت کو جھٹلا دے تو سماج میں ایسی دعوت کی اہمیت باقی نہیں رہتی، اچھا ماحول بنانے کے کام میں جو لوگ لگیں انہیں اسوۂ نبوی کا نمونہ اور نیکیوں کے کام کا آئیڈیل ہونا چاہیے، صحف آسمانی اور کتب سماوی کے ساتھ انبیاء ورسولوں کا طویل سلسلہ ہمیں بتاتا ہے کہ کتاب ہدایت کے ساتھ ہادی برحق بھی ہونا چاہیے؛ تاکہ لوگ اس کی زندگی کو دیکھ کر سمجھیں کہ صحیح اور سچا آدمی کیسا ہوتا ہے اور اس کی زندگی کی حرکات وسکنات اور نشیب وفراز کیسے ہوتے ہیں یہ اصلا کسی کو مان کر اس کے مطابق اپنی زندگی بنانے کا عمل ہے، شروع میں لوگ اس کی قدر نہیں کرتے، آپ کو واجبی اکرام بھی اس کام کے لیے شاید نہ ملے، کیوں کہ جس دنیا میں آپ حق کی آواز بلند کررہے ہیں، وہ گندگیوں کا شکار ہے، وہاں بیش تر لوگ اس گندے ماحول کے عادی ہوگیے ہیں، اس لیے انہیں وہی ماحول پسند ہے، آپ جن خطوط پر ماحول سازی کرنا چاہتے ہیں، وہ ان کے لیے اجنبی ہے، خراب ماحول نے ان کی سماعت، بصارت، ذوق ووجدان کو اس قدر متاثر کردیا ہے کہ باد بہاری سے انہیں تکلیف پہونچتی ہے، غلاظت میں رہ رہے کیڑے کو گلاب کی پنکھڑیوں میں ڈال دیجئے تو تھوڑی دیر میں وہ مرجائے گا؛ کیونکہ وہ خوشبو کا عادی نہیں ہے اور غلاظت اس کے مزاج کا حصہ بن گئی ہے۔ اور آپ شہد کی مکھیوں کو غلاظت میں ڈال دیجیے یا تتلیوں کو تھوڑی دیر غلاظت اور گندگی میں چھوڑ دیجئے تو وہ بھی مرجائیں گی، اس لیے ماحول سازی کے کام کو آسان نہیں سمجھنا چاہیے، خصوصاً اچھا ماحول بنانا آسان نہیں ہے، اس کے لیے تدریجاً اصلاح کی طرف قدم بڑھانا چاہیے، دعوت کی حکمت ومصلحت کو سامنے رکھکر کام کرنا چاہیے۔

خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ ماحول کی اصلاح کا کام کرنے والا، سپاہی اور داروغہ نہیں ہے، دراصل داروغہ اور سپاہی کا کام جرائم کو روکنے کے لیے حکمت ومصلحت کے ساتھ نہیں ہوتا، وہ تو غلط ہوتے دیکھ کر لاٹھی برسانا شروع کردیتا ہے، گولی چلاتا ہے، اور پکڑ کر ایسی سختیاں کرتا ہے کہ انسانی روح کراہنے لگتی ہے، اسی لیے سپاہی کے اس عمل سے اصلاح کا کام نہیں ہوتا، بلکہ اگر چھوٹا موٹا جرم کرنے والا پولیس کی سختیاں جھیل کر جیل سے باہر آتا ہے تو وہ بڑا عادی مجرم بن جاتا ہے، اس لیے مصلحین کے کام کا نہج پولیس کے طرز عمل سے الگ ہونا چاہیے، پولس مجرموں سے نفرت کرتی ہے؛ لیکن مصلح بے راہ رو لوگوں سے نفرت نہیں کرتا، وہ گناہ سے نفرت کرتا ہے، گناہ گاروں سے نہیں، اس کے دل میں ایک تڑپ اور کسک ہوتی ہے کہ بھٹکے ہوئے لوگ کس طرح راہ راست پر آجائیں، اور گناہوں سے تائب ہوجائیں۔

اس کام کے لیے ایسی شفقت مطلوب ہے، جس کے سہارے گناہ گار، مصلحین سے قریب ہوجائے، ماضی قریب میں جنید جمشید کو دیکھیے، گانے بجانے والا آدمی مولانا طارق جمیل سے قریب ہوگیا تو اس کے دل کی دنیا بدل گئی، ایسے واقعات شاذ ونادر نہیں ہیں، بلکہ اس کا ایک طویل سلسلہ ہے اور ہر کس وناکس کے تجربہ میں اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں۔

اس قربت کے لیے ضروری ہے کہ اصلاح کرنے والا لوگوں کو خوش خبری سنائے، رغبت دلائے، اللہ سے ملاقات اور جنت کے حصول کے طریقے بتائے، جو لوگ جہنم کی ہولناکیوں سے متاثر ہوں، انہیں جہنم کے بارے میں بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کن لوگوں کے لیے تیار کیا ہے، یعنی وہ بشیر بھی ہو اور نذیر بھی ہو، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت خاص طور سے بیان کی گئی کہ تمام لوگوں کے لیے آپ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا گیا۔

دنیا کے سارے کام میں تربیت اور سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، اچھا ماحول بنانے کا کام کارِ نبوت ہے، ظاہر ہے اس کام کو بھی سیکھنے کی ضرورت ہے، سیکھنے کے لیے اس کے پاس جانا ہوگا، جس کے ورک شاپ میں یہ چیز ملتی ہو، یہ دوکان اولیاء اللہ بزرگان دین، مصلحین، مبلغین اور دعاۃ حضرات نے لگا رکھی ہے، یہ سوچنا قطعا صحیح نہیں ہے کہ "وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دوکان اپنی بڑھا گیے" دوکان بڑھی نہیں ہے، موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تقویٰ کے ساتھ صدیقین کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، اس لیے صدیقین کی جماعت قیامت تک ختم نہیں ہوسکتی، ضرورت طلب کی ہے، جستجو کی ہے۔

تجربات ومشاہدات بتاتے ہیں کہ دعوت وتبلیغ کی محنت، مدارس اسلامیہ کی تعلیم وتربیت، صالح اور صحیح العقیدہ پیر ومرشد کی صحبت، اپنی زندگی کو خیر کے لائن پر ڈالنے، دوسروں کو راہ راست پر لانے اور اچھا ماحول بنانے میں اکسیر کا درجہ رکھتی ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ سماج کو صالح رخ دینے اور اچھا ماحول بنانے کے لیے ہر طبقہ کے لوگ آگے آئیں، اور اس کام میں اپنی حصہ داری نبھائیں۔

جیو اور جینے دو

5 نومبر 2024ء کو عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) نے مدارس اسلامیہ سے متعلق ایک اہم فیصلہ کے اختتام پر "جیو اور جینے دو" کی بات کہی ہے، آج جب فرقہ پرستوں کی جانب سے اقلیتوں سے اپنی مرضی سے جینے کا حق چھینا جارہا ہے، جان، مال، عزت آبرو وعبادت گاہیں اور قبرستان تک محفوظ نہیں ہیں، ہندوتوا کی آندھی سب کچھ اڑا لینا چاہتی ہے، ایسے میں چیف جسٹس آف انڈیا کا یہ تبصرہ کہ "جیو اور جینے دو" کی اپنی معنویت ہے، اس میں حکمراں طبقہ اور فرقہ پرستوں کے لیے یہ پیغام ہے کہ ہندوستان میں زندگی گذارنے کا تصور خود بھی جیو اور دوسروں کو بھی جینے دو پر مبنی ہے، اور یہی سیکولرزم ہے یہ وہی اصول ہے جس کو پہلی مرتبہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے "میثاق مدینہ" کے ذریعہ رائج کیا تھا، اور دنیا کو پہلی بار "بقائے باہم" کا پیغام دیا تھا، اور دنیا کو بتا دیا تھا کہ امن، بھائی چارہ اور عدم تشدد کے ذریعہ ہی اس کائنات کے نظام کو چلایا جاسکتا ہے، یہ معاملہ صرف مختلف مذاہب ہی کا نہیں، خاندان، سماج سب کے لیے یکساں ہے، یہ ایک نعرہ ہے، ایک سلوگن ہے، "جیو اور جینے دو"

عدالت عظمیٰ نے اس کے ساتھ ہی گذشتہ 22 مارچ کو الٰہ آباد ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کو رد کردیا ہے، جس میں مدرسہ بورڈ ایکٹ کو غیر قانونی قرار دے کر مدارس اسلامیہ کو بند کرنے اور ان میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو اسکول میں منتقل کرنے کا حکم دیا گیا تھا، سپریم کورٹ نے پانچ اپریل کو ہائی کورٹ کے فیصلے پر روک لگائی تھی۔

اتر پردیش مدرسہ تعلیمی بورڈ ایکٹ، ملائم سنگھ یادو کے دور حکمرانی میں بنا تھا، اس سے مدارس کے وجود اور اس کی تعلیم کو قانونی طور پر تسلیم کیا گیا تھا، بعد میں حکومت کے محکمہ قومی بہبودیٔ اطفال (NCPCR) نے حق تعلیم، لازمی تعلیمی پالیسی اور بہبودیٔ اطفال کے حوالہ سے مدارس کے نظام پر سوالات کھڑے کیے معاملہ الٰہ آباد ہائی کورٹ پہونچا، فیصلہ خلاف آیا، چنانچہ آل انڈیا ٹیچرس ایسوسی ایشن مدارس عربیہ اور یوپی مدرسہ ٹیچرس ایسوسی ایشن نے سپریم کورٹ میں عرضی لگائی، معاملہ کی سماعت چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ کی سہ رکنی بینچ جس میں جسٹس جے بی پادری والا اور جسٹس منوج مشرا بھی شامل تھے، نے کی۔ 22 اکتوبر 2024 کو عدالت عظمیٰ نے اپنا فیصلہ محفوظ رکھا تھا اور 5 نومبر کو اسے سنا کر اتر پردیش کے سولہ ہزار مدارس ہی نہیں پورے ہندوستان کو بڑا مثبت پیغام دیا ہے، اور ستر لاکھ سے زائد طلبہ کا تعلیمی نقصان ہونے سے بچالیا ہے۔

بولیاں

ہماری مادری زبان اردو ہے، سرکاری کاغذات میں اسی کا اندراج کرایا جاتا ہے، لیکن ہم مادری زبان کے طور پر اردو کا استعمال نہیں کرتے، بلکہ ہر علاقہ اور ہر حلقہ کی اپنی اپنی بولیاں ہیں، وہ بولی جاتی ہیں، ایک سروے کے مطابق ہندوستان میں 19569 بولیاں بولی جاتی ہیں، ان کی شناخت مادری زبان کی حیثیت سے ہی کی گئی ہے، 96.71 فی صد لوگ دستور میں درج ۲۲ زبانوں میں سے کسی ایک کا استعمال کرتے ہیں۔ 2011 کی مردم شماری کے اعداد وشمار پر مشتمل جاری ایک رپورٹ کے مطابق زبان اور بولیوں کی درجہ بندی کرتے وقت 1369 کو مادری زبان کے طور پر بولی جانے والی بولیوں میں رکھا گیا ہے، اس فہرست میں چالیس (۴۰) ایسی بولیوں کی بھی نشان دہی کی گئی ہے جو ختم ہونے کے قریب ہیں، ہندوستان سے باہر یونیسکو کی رپورٹ یہ ہے کہ گذشتہ پچاس سال میں ہندوستان کی دوسوتیس زبانیں (بولیاں) مرچکی ہیں، اور ایک سو ستانوے زبانوں پر ختم ہوجانے کا خطرہ منڈلا رہا ہے۔

اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ ہندی اور اس سے جڑی بولی اور زبان بولنے والے ملک میں 43.63 فی صد ہیں، بقیہ دوسری زبان اور بولیوں سے متعلق لوگ ہیں، ایک سروے میں کچھ دن پہلے یہ دکھایا گیا تھا کہ اردو اور اس سے متعلق بولیاں بولنے والوں کی تعداد کم ہو رہی ہے، جو افسوسناک ہے۔

اس رپورٹ پر اعتماد نہ کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، اس لیے کہ جب ہم اپنے گرد وپیش کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان گھروں کے بچے بھی آج اردو سے نابلد ہیں، اردو پڑھنے لکھنے کا مزاج ان کے اندر کم ہوا ہے، وہ ہندی میں لکھتے بولتے، پڑھتے، سمجھتے بلکہ سوچتے ہیں، گھروں میں اردو اخبار لینے کا مزاج نہیں ہے، جو بچے ٹوٹی پھوٹی اردو بولتے اور سمجھتے ہیں، انہیں لکھنا نہیں آتا، جو لکھتے ہیں انہیں صحیح املا کا پتہ نہیں، جنہیں املا معلوم ہے ان کی تحریر ایسی بدخطی کی شکار ہے کہ پڑھنا مشکل ہے، سمینار، سمپوزیم، کانفرنسیں بہت ہو رہی ہیں، لیکن بنیادی اور زمینی سطح پر اردو کو زندہ رکھنے کے لیے جو جد وجہد ہونی چاہیے، اس کی طرف سے سرد مہری ہے، زبانیں سمیناروں سے نہیں، بولنے، لکھنے پڑھنے سے زندہ رہتی ہیں، اس کے لیے بہار اردو اکیڈمی، اردو ڈائرکٹوریٹ، اردو مشاورتی بورڈ، انجمن ترقی اردو سب کو مستعد ہونے کی ضرورت ہے، یقیناً ان اداروں کی طرف سے جو کچھ کیا جارہا ہے وہ قابل ستائش ہے، لیکن اس کو گاؤں کی سطح پر منظم اور مربوط تحریک کی شکل دیے بغیر اگلی نسل تک اردو زبان وادب کی منتقلی دشوار ہے، اس کی طرف ہر کسی کی توجہ مبذول کرانا وقت کا تقاضہ ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

قاری محمد اسلم مرحومؒ

قاری محمد اسلم بن قاری محمد عثمان (م20فروری1996ء) بن مولوی عبد الکریم بن محمد علی کا بہتر سال کی عمر میں 30اکتوبر 2024ء مطابق 26ربیع الآخر1446ھ بروز بدھ بوقت 11ر بجکر15منٹ ممبئی ایرپورٹ پر انتقال ہو گیا، وہ گذشتہ کئی ماہ سے بلڈ کینسر کے مریض تھے، ممبئی بغرض علاج تشریف لے گیے تھے اور ڈاکٹروں کے جواب دینے کے بعد گھر واپسی کے لیے ایر پورٹ آئے تھے، کمزوری اور نقاہت کے سبب وہیل چیر پر چلتے تھے، دو روز پہلے سے خوراک لینا بند کر دیا تھا، آواز بھی ایک رات قبل بند ہوگئی تھی، جنازہ ان کے آبائی گاؤں چک صالح لعل گنج دوسرے دن بعد نماز مغرب پہونچا، تیسرے دن بعد نماز جمعہ ان کے داماد مولانا مفتی افتخار احمد صاحب نے جنازہ کی نماز پڑھائی، اور پوجھاں قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، میں بھی جنازہ اور تدفین میں شریک رہا، پس ماندگان میں تین لڑکا اور دو لڑکی کو چھوڑا، الحمدللہ سب دینی تربیت یافتہ ہیں، اور عالم وحافظ ہیں۔

قاری محمد اسلم صاحب کی ولادت چک صالح لعل گنج ویشالی میں ہوئی، حفظ قرآن اور تصحیح قراءت قران کی تعلیم اپنے والد گرامی قاری محمد عثمان صاحب سے پائی، تجوید وقرأت کی تعلیم کے لیے مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ تشریف لے گیے، ان دنوں قاری محمد مشتاق صاحب بانی وسابق استاذ مدرسہ عرفامیہ لکھنؤ وہیں استاذ ہوا کرتے تھے، ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، اسکول سے بھی میٹرک تک کی تعلیم پائی، تدریسی زندگی کا آغاز مدرسہ حسینیہ کڈرو رانچی سے کیا، چند ماہ کے بعد ہی پٹنہ آگیے، اور یہاں بینک روڈ کی مسجد میں امامت کے ساتھ متمول حضرات کے یہاں ٹیوشن پڑھانے لگے، اسی درمیان اس پی نسیم صاحب کی توجہ سے (جن کے بچوں کو ٹیوشن پڑھاتے تھے) پولیس میں بحالی ہوگئی ریلوے اور سی آئی ڈی کے محکمہ میں بھی ان کی خدمات لی گئیں، 2012ء میں داروغہ کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے، ریٹائر کے وقت وہ سرائے کیلا جھارکھنڈ میں بحیثیت داروغہ خدمت انجام دے رہے تھے، محکمہ پولیس سے ان کی فطری دلچسپی نہیں تھی، ملازمت پاؤں کی بیڑی بن گئی تھی، اس محکمے کی غلاظتوں اور بدعنوانیوں سے اپنے کو محفوظ رکھا، فیلڈ سے زیادہ وہ دفتر کی ڈیوٹی پسند کرتے تھے، اور اس میں وہ عافیت محسوس کیا کرتے تھے، 2013 میں اللہ رب العزت نے انہیں حج کی سعادت نصیب فرمائی، سبکدوشی کے بعد اپنے داماد مفتی افتخار احمد صاحب کی درخواست پر انہوں نے جامعۃ السعادۃ رحیم پور باندے ضلع سمستی پور میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیے اور انتظامی امور کو سنبھالا۔

قاری صاحب کی پہلی شادی ان کے ماموں اطہر حسین کی لڑکی سے تھی، جو چک صالح کے ہی رہنے والے تھے، لیکن انہوں نے نقل مکانی کر کے ہند پیڑھی رانچی میں بود وباش اختیار کر لیا تھا اس محل سے ان کو اللہ رب العزت نے تین لڑکی اور دو لڑکا عطا فرمایا تھا، یہ اہلیہ 2001 میں دنیا سے رخصت ہو گئیں، چنانچہ انہوں نے دوسری شادی گریڈیہہ جھارکھنڈ میں کیا، دوسری والی اہلیہ کو پہلے شوہر سے ایک لڑکا تھا، اسے بھی وہ اپنے ساتھ رکھنے لگے، پڑھا لکھا کر بڑا کیا اور اب وہ چارٹرا اکاؤنٹنٹ ہیں، اس محل سے بھی ان کو اللہ نے ایک لڑکا عطا فرمایا، سب بڑے لائق اور خدمت گذار ہیں، اس طرح پس ماندگان میں اہلیہ، تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

حضرت مولانا قمر الزماں الہ آبادی دامت برکاتہم جب مدرسہ فردوس العلوم لعل گنج کے جلسہ دستار بندی میں تشریف لائے تو قاری صاحب نے ان کے ہاتھ پر بیعت کیا، قاری صاحب میں صالحیت پہلے سے تھی، اس بیعت نے مزید قلب کو مجلی اور مصفی کر دیا، حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی نے ان سے ریاضت نہیں کرائی، جب حضرت نے محسوس کیا کہ قاری صاحب کے اندر روحانی صلاحیتیں وہبی یعنی من جانب اللہ ہیں تو انہوں نے کوئی ڈیڑھ سال بعد ہی اجازت بیعت عطا فرمادی، اس اجازت کے باوجود بحیثیت پیر انہوں نے کبھی اپنی شناخت نہیں کرائی۔

قاری محمد اسلم صاحب سے میرے تعلقات کی مدت کم وبیش پینتیس (35) سال تھی، ہر خوشی وغمی کی تقریب میں وہ میرے گھر آتے رہے، اور میں ان کے یہاں جاتا رہا، ان کے والد قاری محمد عثمانؒ کی شفقت ومحبت بھی مجھے حاصل تھی، مدرسہ فردوس العلوم لعل گنج کے قیام کے وقت سے ہی میں اس خاندان سے جڑا رہا، ڈاکٹر فیض احمد اور ماسٹر محمد شفیع صاحب پروانہ اور قاری محمد اسلم صاحب ایک مثلث تھے، جب کبھی میرا لعل گنج جانا ہوتا تو یہ مثلث مربع میں تبدیل ہوجاتا، ڈاکٹر محمد فیض اپنی تعلیمی زندگی میں اپنے پھوپھا اور سسر جناب شمس الحق مرحوم کے گاؤں کشن بلور میں مقیم ہوا کرتے تھے، ماسٹر محمد شفیع پروانہ کشن بلور اسکول میں سرکاری ٹیچر تھے، اور میں ہر سال رمضان میں قرآن سنانے کے لیے وہاں حاضر ہوا کرتا تھا، رہائش میری اور ماسٹر محمد شفیع صاحب کی مکتب کی عمارت میں ہوا کرتی تھی، اب تو اس جگہ پر بڑا مدرسہ بن گیا ہے، یہ دونوں لعل گنج کے تھے، اس لیے کشاں کشاں میں بھی حاضر ہوتا، قاری محمد اسلم صاحب کے بہنوئی مفتی عبدالشکور قاسمیؒ ان دنوں مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور ویشالی میں استاذ تھے، بعد میں وہ امارت شرعیہ کے قاضی بنے، میں بھی وہیں پڑھایا کرتا تھا، اس لیے قاری صاحب سے قربت کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔

قاری صاحب علماء کے قدرداں اور انتہائی سنجیدہ مزاج تھے، میں نے طویل تعلقات کے اس دور میں انہیں کھل کھلا کر ہنستے کبھی نہیں دیکھا، وہ نماز کے انتہائی پابند اور منکرات کو روکنے کے معاملہ میں جری تھے، یہ جرأت انہیں اپنے والد سے ورثہ میں ملی تھی، قاری صاحب چار بھائی تھے، دو گذر گیے، اور دو باقی ہیں، اللہ کرے ان دو بھائیوں کے تعلقات خط مستقیم کی طرح استوار رہیں، اور جو دنیا سے چلے گیے اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل دے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

کتابوں کی دنیا

: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

نقوش ادب

جناب حافظ محمد اسلم رحمانی (ولادت 10اپریل 1991ء) بن محمد وسیم ساکن مجھولیا، مشرقی محلّہ، پارو، ضلع مظفر پور، حال مقیم مٹھن پورہ، مظفر پور، نوجوان اہل قلم ہیں، جامعہ عربیہ ہتھوڑہ باندہ یوپی سے تعلیم پائی ہے، نتیشور کالج مظفر پور کے شعبہ اردو سے گریجویشن کر رہے ہیں، ڈاکٹر کامران غنی صبا (صدر شعبہ اردو نتیشور کالج، مظفر پور) کے شاگرد رشید ہیں جو مردم سازی اور رجال کار کی تیاری میں ممتاز سمجھے جاتے ہیں، انہیں مس خام کو کندن بنانا آتا ہے، اسلم رحمانی کے قلم کار بننے میں ان کی حوصلہ افزائی، تربیت اور محنت کا بڑا دخل رہا ہے۔

اسلم رحمانی کے کام کا دائرہ وسیع ہے، وہ صحافی بھی ہیں اور مضمون نگار بھی، ملی کاموں میں بھی سرگرم رہتے ہیں، جوان ہیں، خون گرم ہے، اس لئے کوئی بات انہیں غلط معلوم ہوتی ہے تو اس کا برملا اظہار کرتے ہیں، اس معاملہ میں انہیں لَومَۃِ لائم کی پرواہ نہیں ہوتی یہ سنی سنائی نہیں، بعض موقعوں پر میرا مشاہدہ ہے، ایسے آدمی کو منافقت نہیں آتی ہے یہ ان کی شخصیت کا ایجابی پہلو ہے، اس وجہ سے ان کی ذات کم عمری ہی میں عناصر ترکیبی کے حصول کے ساتھ شخصیت کی تشکیل کی طرف بڑھ رہی ہے۔

''نقوش ادب'' ان کی ادبی، تجزیاتی، تنقیدی، اور تاریخی مضامین کا مجموعہ ہے، اب کتابیں نہیں لکھی جاتیں، مضامین کے مجموعے ہی کثرت سے شائع ہو رہے ہیں، نقوش ادب بھی مضامین کا ایک مجموعہ اور اسلم رحمانی کی پہلی کاوش ہے، جس میں شعر وادب کے حوالے سے کچھ بڑے اور بعض گمنام لوگوں پر بھی انہوں نے خامہ فرسائی کی ہے۔

ولی دکنی، محمد رفیع سودا، میر درد، میر تقی میر، محمد ابراہیم ذوق، مومن، محمد حسین آزاد، علامہ شبلی نعمانی، علامہ اقبال، سید سلیمان ندوی، امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد، جگر مرادآبادی، پطرس بخاری، ماہر القادری، منور رانا، منظر اعجاز اور امام اعظم وغیرہ علم وادب کے اساطین ہیں، ان سب میں سے کئی کی شہرت عالمگیر اور کئی کی ملک گیر ہے، اسلم رحمانی نے ان حضرات کی اردو زبان وادب میں خدمات اور ان کی فکری وفنی جہتوں پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ جن شعراء کے یہاں شعر میں تصوف کی آمیزش ہے اور جنہوں نے تصوف کے نظریات کو شعری سانچے میں ڈھالا ہے، ان کی شاعری پر گفتگو کرتے ہوئے ان کے اس امتیاز کو بھی انہوں نے نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے، تصوف اور اس کی اہمیت پر بھی اس فن کے حوالے سے گفتگو کی ہے، البتہ تصوف ایک بحر ناپیدا کنار ہے، اس لیے (خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ) اچھی بات مختصر اور مدلل ہوتی ہے کو اسلم رحمانی نے سامنے رکھا ہے، شعراء اور ادبا پر لکھے ان مضامین کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ قاری کو ان مضامین کو پڑھتے وقت تکرار کا احساس نہیں ہوتا ہے، بات کو مدلل کرنے کے لیے مضامین میں اقتباسات کے نقل کرنے کا رواج زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے، اب مقالہ نگار حضرات مقالات کو طول دینے کے لیے بھی طویل اقتباسات نقل کرنے لگے ہیں، جس سے مضمون اور مقالہ کی ضخامت تو بڑھ جاتی ہے، لیکن قاری یہ سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ اس میں مضمون نگار کا اپنا کیا ہے، کبھی کبھی تو خوردبین سے بھی مضمون نگار کی آراء تک رسائی نہیں ہوتی، کیوں کہ وہ محبوبہ کی کمر کی طرح موہوم اور فرضی ہوا کرتا ہے۔

صنم سنتے ہیں تیرے بھی کمر ہے
کہاں ہے؟ کس طرف کو ہے؟ کدھر ہے؟

مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ جاری روش سے ہٹ کر اسلم رحمانی نے اپنے مضامین میں اقتباسات کم لیے ہیں، جس قدر ضرورت تھی اسی پر اکتفا کیا ہے، اس سے قارئین کو بوریت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، علامہ اقبال پر کئی مضامین اس مجموعہ میں شام ہیں، فکر اقبال اور قرآن مجید، اقبال کی شخصیت کا تجزیاتی مطالعہ اور ڈاکٹر منظر اعجاز کو اقبال شناس کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے، انہوں نے کلام اقبال کا ماخذ قرآن مجید کو قرار دیا ہے، اور اس کے حوالے سے کئی ذیلی عناوین مثلا خان کعبہ مرکز ہدایت، دعوت تدبیر، درس تغیر، ترغیب، پیام اتحاد، حسن اخلاق وغیرہ قائم کر کے قرآن واحادیث کی روشنی میں ان موضوعات کو سمجھایا ہے اور پھر اقبال کے اشعار نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اقبال کے ان اشعار کا ماخذ قرآن مجید ہے۔

کتاب کے دوسرے باب میں شخصیات پر اسلم رحمانی نے قلم اٹھایا ہے، ان میں مجاہد آزادی وارث علی، تعلیمی انقلاب کے بانی سید امداد علی، محمد جمیل ایڈووکیٹ، مولانا شفیع احمد اصلاحی، مولانا نور عالم خلیل امینی، حافظ محمد شمیم جامعی کی شخصیت، خدمات کا جو ذکر خیر کیا ہے اور جو سراپا کھینچا ہے، وہ ان کی زندگی کو ہمارے سامنے مجسم کر دیتا ہے، ان میں کئی وہ ہیں، جن سے میرے مراسم رہے ہیں اور مختلف موقعوں سے ہم دونوں نے ایک دوسرے کو برتا ہے، مثال کے طور پر مرحوم مولانا نور عالم خلیل امینی، مولانا شفیع احمد اصلاحی اور مولوی محمد جمیل ایڈووکیٹ رحمہم اللہ کے ساتھ میری مجالس رہی ہیں، اور ان حضرات کو مجھے قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملا ہے، لیکن اسلم رحمانی نے ان کے تذکرے میں بعض ایسے گوشوں کی طرف رہنمائی کی ہے جو عام طور پر ہم لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل تھے۔

تیسرا باب متفرقات ہے، اس میں پانچ مضامین شامل ہیں، آئین مظفر پور، اردو شاعری کی پرورش وپرداخت میں شعرائے مظفر پور کا کردار، تحریک آزادی میں اردو شاعری کا کردار، اردو شاعری میں عید جیسے عنوانات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

فہرست کے اعتبار سے یہ کتاب تین ہی باب پر ختم ہو رہی ہے، لیکن ایک چوتھا باب تعارف وتبصرہ کا بھی ہونا چاہیے، جس میں انوارالحسن وسطوی کی تصنیف ''آتی ہے ان کی یاد'' مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی شخصیت اور خدمات۔ ایک تجزیاتی اور تنقیدی مطالعہ، ثالث کا عالمی افسانہ اور سلور جبلی نمبر، ایک مطالعہ، امام الدین امام کی کتاب فکر وفہم، ایک مطالعہ کو شامل کرنا چاہیے، یہ مضامین کتاب میں شامل ہیں، لیکن باب کے ذیل میں نہیں ہیں، اور نہ ان کا اندراج فہرست میں ہوسکا ہے، ممکن ہے چھپتے چھپاتے اس کی ترتیب میرے مشورے کے مطابق ہوجائے۔

میں علم وادب کے خوشہ چیں کی حیثیت سے ''نقوش ادب'' کا علمی دنیا میں استقبال کرتا ہوں اور اسلم رحمانی کیلئے نیک خواہشات کے ساتھ ڈھیر ساری دعائیں کرتا ہوں، اللہ کرے کہ ان کا قلم اسی طرح رواں دواں رہے، ان کے پاس قوت اخذ بھی ہے اور طاقت عطا بھی۔

Scanned with CamScanner

حکایات اهل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

امت کے امین حضرت ابوعبیدہ ابن جراح رضی الله عنه: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں سے ہیں جن کی ذات گرامی اُس دور کے تمام اعلیٰ فضائل مناقب کا مجموعہ تھی، آپ سابقین اوّلین میں سے ہیں اور اس وقت اسلام لے آئے جب مسلمانوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی تھی، آپ اُن دس خوش نصیب صحابۂ کرام میں سے ہیں جن کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اور جن کو خود سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی، آپ کا شمار اُن صحابۂ کرامؓ میں بھی ہے جنہیں دو مرتبہ ہجرت کی سعادت حاصل ہوئی، پہلی بار آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور دوسری بار مدینہ منورہ کی طرف، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں ہمیشہ نہ صرف شامل رہے، بلکہ ہر موقع پر اپنی جانبازی، عشقِ رسولؐ اور اطاعت واتباع کے نقش قائم فرمائے۔

غزوۂ بدر کے موقع پر ان کے والد کفار مکہ کے ساتھ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آئے تھے اور جنگ کے دوران اپنے بیٹے (حضرت ابوعبیدہؓ) کو نہ صرف تلاش کرتے تھے بلکہ اس فکر میں رہتے تھے کسی طرح اُن سے آمنا سامنا ہوجائے، حضرت ابوعبیدہؓ اگرچہ اپنے والد کے کفر سے بیزار تھے، لیکن یہ پسند نہ کرتے تھے کہ اُن پر اپنے ہاتھ سے تلوار اٹھانی پڑے، اس لیے جب کبھی وہ سامنے آکر مقابلہ کرنا چاہتے تو یہ کترا جاتے، لیکن باپ نے اُن کا پیچھا نہ چھوڑا اور بالآخر انہیں مقابلہ کرنا ہی پڑا اور جب مقابلہ سر پر آہی گیا تو اللہ تعالیٰ سے جو رشتہ قائم تھا، اس کی راہ میں حائل ہونے والا ہر رشتہ ٹوٹ چکا تھا، باپ بیٹے کے درمیان تلوار چلی اور ایمان کفر پر غالب آگیا، باپ بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوچکا تھا۔ (الاصابه للحافظ ابن حجر : ۲؍۲۴۴)

غزوہ احد کے موقع پر جب کفار کے ناگہانی حملے میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مِغفر کے دو حلقے آپؐ کے رخسار مبارک میں گھس گئے تو حضرت ابوعبیدہؓ نے انہیں اپنے دانتوں سے پکڑ کر نکالا، یہاں تک کہ اس کشمکش میں حضرت ابوعبیدہؓ کے سامنے کے دو دانت گر گئے، دانت گر جانے سے چہرے کی خوشنمائی میں فرق آجانا چاہئے تھے، لیکن دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ دانتوں کے گرنے سے حضرت ابوعبیدہؓ کے حسن میں کمی آنے کے بجائے اور اضافہ ہوگیا تھا، لوگ کہتے تھے کہ کوئی شخص جس کے سامنے دانت گرے ہوئے ہوں حضرت ابوعبیدہؓ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گیا (مستدرک الحاکم: ۳؍۲۶۶)

جب یمن کے لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے اپنے درمیان کوئی معلم بھیجنے کی درخواست کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ نے حضرت ابوعبیدہ ابن جراحؓ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ "هذا امین هذه الامة" (یہ اس امت کے امین ہیں) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تو صحیحین میں مروی ہے کہ: "لکل امّة أمين و أمين هذه الامة أبوعبيدة ابن الجراح" ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ ابن جراح ہیں''، حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہؓ میں سب سے زیادہ محبوب کون تھے؟'' حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ''ابوبکر'' پوچھا گیا کہ ''ان کے بعد کون؟'' فرمایا: ''عمر'' پھر پوچھا گیا کہ ''ان کے بعد کون؟'' اس کے جواب میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ''ابوعبیدہ ابن جراحؓ''۔ (جامع الترمذی، ابواب المناقب، حدیث نمبر: ۳۶۵۷)

حضرت حسن بصریؒ (مرسلاً روایت) فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ: ''مامنكم من أحد إلا لوشئت لأخذت عليه بعض خلقة، إلا أباعبيدة'' ''تم میں سے ہر شخص ایسا ہے کہ میں چاہوں تو اس کے اخلاق میں کسی نہ کسی بات کو میں قابل اعتراض قرار دے سکتا ہوں، سوائے ابوعبیدہ کے'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب سقیفۂ بنی ساعدہ میں صحابۂ کرامؓ کا اجتماع ہوا اور خلافت کی بات چلی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے خلافت کے لیے دو نام پیش فرمائے، ایک حضرت عمرؓ کا اور دوسرے حضرت ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کا، لیکن حضرت صدیق اکبرؓ کی موجودگی میں کسی اور پر اتفاق ہونے کا سوال ہی نہ تھا، مسلمان آپ ہی پر متفق ہوئے، لیکن اس موقع پر حضرت ابوعبیدہؓ کا نام صدیق اکبرؓ کی طرف سے پیش ہونا واضح کرتا ہے کہ جلیل القدر صحابۂ کرامؓ کی نگاہ میں آپ کا مقام کیا تھا؟

حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے عہد خلافت میں شام کی مہمات حضرت ابوعبیدہ ابن جراحؓ ہی کے سپرد فرمائی تھیں، چنانچہ اردن اور شام کا بیشتر علاقہ آپ ہی کے مبارک ہاتھوں پر فتح ہوا، بیچ میں جب غزوۂ یرموک کے موقع پر حضرت صدیق اکبرؓ نے خالد بن ولیدؓ کو عراق سے شام بھیجا تو اس وقت حضرت خالدؓ کو شام کی مہمات کا امیر بنادیا تھا، لیکن حضرت عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت کے آغاز ہی میں حضرت خالدؓ کو امارت سے معزول کر کے حضرت ابوعبیدہ کو امیر بنادیا، پھر سارا شام آپ کی سرکردگی میں فتح ہوا اور حضرت خالدؓ آپ کی ماتحتی میں شریکِ جہاد رہے اور آپ نے حضرت عمرؓ کی طرف سے شام کے گورنر کے فرائض انجام دیئے۔

شام کا خطہ اپنی زرخیزی، آب وہوا، اور قدرتی مناظر کے لحاظ سے عرب کے صحرانشینوں کے لیے ایک جنتِ ارضی سے کم نہ تھا، دوسری طرف یہاں اس وقت کے لحاظ سے انتہائی متمدن تہذیب یعنی رومی تہذیب کا دور دورہ تھا، لیکن ان صحابۂ کرامؓ نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے جو انمٹ رنگ اپنے قلب ودماغ پر چڑھالیا تھا، اس میں وہ اس قدر پختہ تھے کہ شام کی رنگینیاں اُن کے زہد وقناعت دنیا بیزاری اور آخرت کی ہمہ وقتی فکر پر ذرہ برابر اثر انداز نہ ہوسکیں، اس بات کا اندازہ حضرت ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کے ایک واقعے سے ہوگا۔

جب حضرت ابوعبیدہؓ شام کے گورنر تھے، تو اسی زمانے میں حضرت عمرؓ شام کے دورے پر تشریف لائے، ایک دن حضرت عمرؓ نے ان سے کہا ''مجھے اپنے گھر لے چلیے''۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے جواب دیا: ''آپ میرے گھر میں کیا کریں گے؟ وہاں آپ کو شاید میری حالت پر آنکھیں نچوڑنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہو''، لیکن جب حضرت عمرؓ نے اصرار فرمایا تو حضرت عمرؓ کو اپنے گھر لے گئے، حضرت عمرؓ گھر میں داخل ہوئے تو وہاں کوئی سامان ہی نظر نہ آیا، گھر ہر قسم کے سامان سے خالی تھا، حضرت عمرؓ نے حیران ہوکر پوچھا: ''آپ کا سامان کہاں ہے؟ یہاں تو بس ایک نمدہ، ایک پیالہ، ایک مشکیزہ نظر آرہا ہے آپ امیر شام ہیں، آپ کے پاس کھانے کی بھی کوئی چیز ہے؟'' یہ سن کر حضرت ابوعبیدہؓ ایک طاق کی طرف بڑھے اور وہاں سے روٹی کے کچھ ٹکڑے اٹھالائے، حضرت عمرؓ نے یہ دیکھا تو رو پڑے، حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا: ''امیر المؤمنین! میں نے تو پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ آپ میری حالت پر آنکھیں نچوڑیں گے، بات دراصل یہ ہے کہ انسان کے لیے اتنا اثاثہ کافی ہے جو اسے اپنی خوابگاہ (قبر) تک پہنچادے''۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''ابوعبیدہؓ! دنیا نے ہم سب کو بدل دیا، مگر تمہیں نہیں بدل سکی، اللہ اکبر! وہ ابوعبیدہؓ جس کے نام سے قیصر روم کی عظیم خلافت لرزہ براندام تھی جس کے ہاتھوں روم کے عظیم الشان قلعے فتح ہورہے تھے اور جس کے قدموں پر روزانہ رومی مال ودولت کے خزانے ڈھیر ہوتے تھے، وہ روٹی کے سوکھے ٹکڑوں پر زندگی بسر کررہا تھا، دنیا کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ کر اسے اتنا ذلیل ورسوا کسی نے کیا تو وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی جاں نثار تھے۔

شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہاں داروں کی

حضرت ابوعبیدہؓ اُن خوش نصیب حضرات میں سے تھے جو نبی صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اپنے جنت میں جانے کی بشارت سن چکے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی خبر پر ادنیٰ تردد کا بھی ان کے یہاں کوئی سوال نہ تھا۔ اس کے باوجود خشیتِ الٰہی کا عالم یہ تھا کہ بعض اوقات فرماتے تھے کہ: ''وددت انی كنت كبشا، فيذبحنی أهلی، فيأكلون لحمی ويحسون مرتی''

حضرت عمرؓ آپ کے اتنے قدرداں تھے کہ ایک مرتبہ جب اپنے بعد خلیفہ کے تقرر کا سوال آیا تو آپ نے فرمایا کہ ''اگر ابوعبیدہؓ کی زندگی میں میرا وقت آگیا تو مجھے کسی سے مشورے کی بھی ضرورت نہیں، میں ان کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کے لیے نامزد کرجاؤں گا، اگر اللہ تعالیٰ نے اس نامزدگی کے بارے میں مجھ سے پوچھا تو میں عرض کرسکوں گا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہؓ ابن الجراح ہیں۔ (مستدرک حاکم: ۱؍۱۸ او مستدرک حاکم: ۳؍۲۶۸)

جب اردن اور شام میں وہ تاریخی طاعون پھیلا جس میں ہزاروں افراد لقمۂ اجل بنے تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو ایک خط لکھا جس کے الفاظ یہ تھے: ''سلام عليك: اما بعد، فإنه قد عرضت لی إليك حاجة أريد أن أشافهك بها فعزمت عليك إذا نظرت فی كتابی هذا ان لاتضعه من يدك حتی تقبل الیّ'' سلام کے بعد، مجھے ایک ضرورت پیش آگئی ہے جس کے بارے میں آپ سے زبانی بات کرنا چاہتا ہوں، لہٰذا میں پوری تاکید کے ساتھ آپ سے کہتا ہوں کہ جونہی آپ میرا یہ خط دیکھیں تو اُسے اپنے ہاتھ سے رکھتے ہی فوراً میری طرف روانہ ہوجائیں''۔

حضرت ابوعبیدہؓ اطاعتِ امیر کے ساری زندگی پابند رہے، لیکن اس خط کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ حضرت عمرؓ کی یہ شدید ضرورت (جس کے لیے مجھے مدینہ منورہ بلایا ہے) صرف یہ ہے کہ وہ مجھے اس طاعون زدہ علاقے سے نکالنا چاہتے ہیں، چنانچہ یہ خط پڑھ کر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ''عرفت حاجة أمير المؤمنين، إنه يريد أن يستبقی من ليس بباق'' میں امیر المؤمنین کے مقصد کو سمجھ گیا، وہ ایک ایسے شخص کو باقی رکھنا چاہتے ہیں جو باقی رہنے والا نہیں، یہ کہہ کر حضرت عمرؓ کو یہ جواب لکھا: ''يا أمير المؤمنين إنی قد عرفت حاجتك إلیّ، وإنی فی جند من المسلمين لاأجد بنفسی رغبة عنهم، فلست أريد فراقهم حتی تقضی الله فی وفيهم أمره وقضاء ه فخلنی من عزيمتك ياامير المؤمنين، ودعنی فی جندی'' امیر المؤمنین! آپ نے مجھے جس مقصد کے لیے بلایا ہے وہ مجھے معلوم ہے، لیکن میں مسلمانوں کے ایسے لشکر کے درمیان بیٹھا ہوں جس کے لیے میں اپنے دل میں اعراض کا کوئی جذبہ نہیں پاتا، لہٰذا میں ان لوگوں کو چھوڑ کر اس وقت تک آنا نہیں چاہتا جب تک اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے بارے میں اپنی تقدیر کا حتمی فیصلہ نہیں فرمادیتا، لہٰذا امیر المؤمنین! مجھے اپنے اس تاکیدی حکم سے معاف فرمادیجئے اور اپنے لشکر ہی میں رہنے دیجئے''۔

حضرت عمرؓ نے خط پڑھا تو آنکھوں میں آنسو آگئے، جو لوگ پاس بیٹھے تھے وہ جانتے تھے کہ خط شام سے آیا ہے، حضرت عمرؓ کو آبدیدہ دیکھ کر انہوں نے پوچھا: ''کیا ابوعبیدہؓ کی وفات ہوگئی؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''ہوئی تو نہیں، لیکن ایسا لگتا ہے کہ ہونے والی ہے، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے دوسرا خط لکھا: ''سلام عليك، أما بعد فإنك أنزلت الناس أرضا عميقة فارفعهم إلی أرض مرتفعة نزهة'' ''سلام کے بعد، آپ نے لوگوں کو ایسی زمین میں رکھا ہوا ہے، جو نشیب میں ہیں، اب انہیں کسی بلند جگہ پر لے جائیے جس کی ہوا صاف ستھری ہو''۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ خط حضرت ابوعبیدہؓ کو پہنچا تو انہوں نے مجھے بُلا کر کہا کہ امیر المؤمنین کا یہ خط آیا ہے، اب آپ ایسی جگہ تلاش کیجئے جہاں لے جاکر لشکر ٹھہرایا جاسکے، میں جگہ کی تلاش میں نکلنے کے لیے پہلے گھر پہنچا تو دیکھا کہ میری اہلیہ طاعون میں مبتلا ہوچکی ہیں، میں نے واپس آکر حضرت ابوعبیدہؓ کو بتایا، اس پر انہوں نے خود تلاش میں جانے کا ارادہ کیا اور اپنے اونٹ پر کجاوہ کسوایا، ابھی آپ نے اس کی رکاب میں پاؤں رکھا ہی تھا کہ آپ پر بھی طاعون کا حملہ ہوگیا اور اسی طاعون کے مرض میں آپ نے وفات پائی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

(جہان دیدہ، ص: ۱۹۲-۱۹۹)

Scanned with CamScanner

ٹریفک کا نظام سیرت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد حبیب الرحمٰن (علیگ)

اسلام کے تمام اصول قرآن وسنت سے ماخوذ ہیں، بعد کے زمانوں میں بھی عصری تقاضوں کے زیر اثر جو احکام واصول مرتب ہوئے ان کا اصل مأخذ بھی قرآن وسنت ہی پر ہے، چونکہ اسلام کو قیامت تک ایک اصول زندگی کی حیثیت سے زندہ وفعال رہنا ہے، اس لئے انسانی زیست کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا اس کا فطری کمال ہے۔ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جہاں زندگی کے تمام مسائل کا حل فراہم کرتی ہے وہیں ٹریفک نظام کے سلسلے میں بھی واضح رہنمائی ملتی ہے، آج دنیا ٹریفک کنٹرول کے حوالے سے جس قدر قوانین وضع کر رہی ہے وہ سب سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود رہنما اصول کی تعبیر وتشریح ہیں، ٹریفک نظام کو کچھ خاص عنوان کے تحت سمجھا جا سکتا ہے جو حسب ذیل ہیں.

(۱) راستہ کی کشادگی (۲) راستہ کا مامون ہونا

(۳) اوورلوڈنگ (۴) اسپیڈ کنٹرول وغیرہ

آمد ورفت میں راہگیروں کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت معقول حد تک اس کی کشادگی کا انتظام کرتی ہے، چنانچہ سڑکوں پر مسافروں کے بوجھ کا خیال رکھتے ہوئے ایک لین، دو لین، چار لین، چھ لین اور ضرورت کے مطابق اس سے زیادہ لینوں والی سڑکیں تعمیر کی جاتی ہیں، اس سلسلے میں ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث پاک رہنمائی کے لئے کافی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ کی کشادگی کے لئے کم از کم ''اربع ذراع'' چار گز کا معیار عطا فرمایا ہے، راستہ کا کم سے کم چار گز کشادہ ہونا اس بات کو متحقق کرتا ہے کہ دونوں طرف سے آنے جانے والے راہگیروں کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی، راستہ کی کشادگی کی کوئی حد متعین نہیں کی جا سکتی ہے، یہ مقامی ضرورتوں پر منحصر کرتا ہے۔

راستہ کا مامون ہونا: راستہ کو پرامن بنانا بھی ٹریفک نظام کا اہم مسئلہ رہا ہے، چنانچہ اس کے لئے آج جدید ٹکنالوجی کے سہارے نت نئے اصول وضع کئے جا رہے ہیں، راستہ کا پرامن ہونا عمدہ حکمرانی کی طرف اشارہ کرتا ہے، اسی لئے دنیا کا ہر نظام حکومت اس پر خصوصی توجہ صرف کرتا ہے راستہ کا پرامن ہونا اپنے اندر بہت وسیع معنی کو سمیٹے ہوئے ہے، اس کے تحت وہ تمام اصول وضوابط آجاتے ہیں جو ایک راہگیر کو بے خوف وخطر اپنی منزل تک پہنچنے کی ضمانت دیتا ہے، راستہ کے مامون ہونے سے مراد صرف اس کا انسانی یا غیر انسانی دہشت اور خوف سے بے فکر ہونا نہیں ہے بلکہ ان میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کو دور کرنا اور ہر تکلیف دہ شئے سے راستہ کو پاک وصاف رکھنا بھی اسی ضمن میں آتا ہے اس سلسلے میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح تعلیم کے ضمن میں اس حدیث پاک سے روشنی حاصل کی جا سکتی ہے جس میں کسی تکلیف دہ شئے کو راستہ سے ہٹانے کو صدقہ قرار دیا گیا ہے راستہ میں ''تکلیف دہ شئے'' کا ہونا بے حد وسیع مفہوم رکھتا ہے، یعنی ہر وہ شئے جو راہگیروں کے لیے پریشانی وتکلیف کا سبب بنے، جس کے نتیجے میں راہگیر بے فکر ہو کر امن وامان کے ساتھ اپنی منزل تک نہ پہونچ سکے، اس کو دور کرنا ''إماطة الأذىٰ عن الطريق'' کے تحت حکومت کی ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ وہ راستہ کو پرامن بنانے کے لئے حائل ان میں تمام رکاوٹوں کو دور کرنے کا لائحہ عمل تیار کر کے اس کے نفاذ کے ذریعہ راستہ کو مامون بنائے۔

سڑکوں کا ٹوٹا پھوٹا ہونا یا ہموار نہ ہونا راہگیروں کے لئے بے پناہ پریشانیوں کا سبب بنتا ہے ایسے راستوں سے راہگیر جان کو جوکھم میں ڈال کر ہی اپنی منزل تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ایسے راستوں کی مرمت کر کے آمد ورفت کو آسان بنانا راستہ سے تکلیف دہ شئے کا ہٹانے کے ضمن میں ہی آئے گا، اسی طرح راستہ میں حائل ندی، تالاب وغیرہ بھی راستہ میں تکلیف دہ شئے کا ہونا ہے جس کو ٹریفک نظام کے تحت دور کرنے کی کوشش کرنا راستہ کو راہگیروں کے لیے مامون بنانے کے مترادف ہے، ایسی صورت میں پل کی تعمیر سے راستہ مربوط ہو جائے گا اور ''إماطة الأذى عن الطريق'' پر عمل متحقق ہوگا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ پر دائیں جانب چلنے کی تعلیم فرمائی ہے چنانچہ ہر ملک ٹریفک نظام کے تحت اپنی سہولت کے مطابق سڑکوں کے کنارے پیدل چلنے والوں کے لئے اصول مرتب کرتا ہے، جس کے نفاذ سے راہگیروں کے لئے راستہ پرامن ہو جاتا ہے، معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم "راستہ سے تکلیف دہ شئے کا ہٹانا'' کی تشریح سے اصول بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ راستہ میں کسی کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنا جائے، یہ اصول اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ ملکی نظام ٹریفک کے مطابق آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے گاڑی لگانے (پارکنگ) کے قانون پر عمل کو محقق کیا جائے، بے ترتیب گاڑیوں کی پارکنگ سے راہگیروں کو ہونے والی تکلیف رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی خلاف ورزی تو ہوگی ہی، ملکی نظام ٹریفک کی خلاف ورزی کے بھی مرتکب ہوں گے، راستہ سے تکلیف دہ شئے کو دور کرنے کو صدقہ قرار دینا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم تحفہ ہے جو حث علی الخیر (بھلائی پر ابھارنا) کی تعلیم دیتا ہے، اس تعلیم کے باریک نکتہ پر توجہ مرکوز کی جائے تو پتہ چلے گا کہ دینا کا ہر نظام ٹریفک اس کی خلاف ورزی پر جرم وسزا کا مستوجب قرار دیتا ہے لیکن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ سے تکلیف دہ شئے کو ہٹانے کو صدقہ قرارار دے کر باعث خیر وبرکت بنا دیا اور یہ ذہن دیا کہ مومن کو اس اس نظام ٹریفک کے تحت راستہ سے تکلیف دہ شئے کو ہٹانے والا ہونا چاہیے نہ کہ باعث تکلیف، گویا ٹریفک کے اس اصول کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کی ذخیرہ اندوزی کا اہم وسیلہ قرار دے کر مؤمن کو راستہ کے پرامن بنانے پر موجب انعام واکرام بنا دیا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنہری تعلیم پر عمل آج ٹریفک کنٹرول پر مأمور اہلکاروں کے ذریعہ دیکھنے کو ملتا ہے جس کا مشاہدہ عام طور پر شوسل میڈیا پر کیا جا سکتا ہے۔

اوورلوڈنگ (over loading): گاڑی پر ضرورت یا مقررہ مقدار یا تعداد سے زیادہ مال، مسافر سوار کرنا اوورلوڈنگ کہلاتا ہے اوورلوڈنگ پر نظر رکھنا ٹریفک نظام کا انتہائی اہم حصہ رہا ہے اور ہر ملک اپنی سہولت وضرورت کے مطابق اس کے متعلق اصول وضع کرتا ہے اور اس کی خلاف ورزی پر سزا مقرر کرتا ہے اوورلوڈنگ سے نہ صرف انجن کو اس کی مقررہ قوت سے زیادہ زور صرف کرنا پڑتا ہے بلکہ گاڑی کی مجموعی ساخت بھی متاثر ہوتی ہے، اوورلوڈنگ کے نتیجے میں یکایک انجن کا خراب ہو جانا عام سی بات ہے جو اکثر گاڑی کے پلٹنے پر منتج ہوتا ہے جس کا لازمی نتیجہ مال کے اتلاف اور جان کے ضیاع کی شکل میں سامنے آتا ہے، ٹریفک نظام کے تحت اوورلوڈنگ کو چیک کرنے کے لئے ایک خاص شعبہ متعین ہوتا ہے جو اس کے متعلق وضع کردہ قوانین کے نفاذ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

ٹریفک نظام کے اس شعبہ کے حوالے سے اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رہنمائی کے لیے موجود ہے، اس ضمن میں تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایک اونٹ کی شکایت والا واقعہ انتہائی دلچسپ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک اونٹ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میرا مالک مجھ پر ضرورت سے زیادہ بوجھ لادتا ہے جو میری ہلاکت کا سبب بن سکتا ہے اس لئے مجھ پر رحم کیا جائے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی درخواست پر فوراً کارروائی کرتے ہوئے اس کے مالک کو بلا کر حکم دیا کے اس کا بوجھ کم کرو، مبادیٰ وہ ہلاک ہو جائے، اوورلوڈنگ کے حوالے سے آج دنیا جس قدر قوانین وضع کر لے وہ سب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی تعلیم کی تعبیر وتشریح ہے، اوورلوڈنگ کا لازمی نتیجہ آج بھی اسی شکل میں سامنے آتا ہے جس کی شکایت کے ساتھ اونٹ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فریادی بنا، چنانچہ حیات انسانی کے ہر دور میں ٹریفک نظام کے اس شعبہ کے لئے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلو مشعل راہ ثابت ہوگا، یہ اسلام کے ابدی اصول حیات کا مجموعہ ہونے کو محقق کرتا ہے۔

اسپیڈ کنٹرول (Speed Control) اسپیڈ کنٹرول ٹریفک نظام کا انتہائی اہم باب رہا ہے غیر متوازن رفتار ہمیشہ خطرناک انجام کی طرف لے جاتی ہے، اسی لئے ہر سطح پر رفتار کو متوازن رکھنے کے لئے قوانین وضع کئے جاتے ہیں، کہیں زیادہ سے زیادہ رفتار کی حد متعین کی جاتی ہے جس کی خلاف ورزی پر مؤاخذہ ہوتا ہے اور کہیں متعینہ رفتار سے کم چلنے پر مستوجب سزا قرار دیا جاتا ہے، اس سلسلے میں اسلام کی واضح ہدایات رہتی دنیا تک ٹریفک نظام پر کام کرنے والوں کی رہنمائی کے لئے کافی ہے، اس حوالے سے معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چال مبارک اور رفتار کے متعلق واضح احادیث کریمہ موجود ہیں جن سے اسپیڈ کنٹرول کے متعلق قوانین وضع کرتے وقت مناسب اور متوازن قانون بنانے کے لئے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے، اس ضمن میں اسلام کے اس ابدی اصول حیات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے جس کے رو سے وہ ہر عمل اور ہر کام میں اعتدال اور توازن پر زور دیتا ہے خواہ وہ عبادات ہوں یا معاملات حتیٰ کہ دوستی اور دشمنی نبھانے میں بھی اعتدال کی تعلیم دی ہے، راستہ پر متوازن رفتار سے چلنے کے متعلق ہر جگہ قوانین موجود ہیں جن کی خلاف ورزی کو چیک کرنے کے لئے آج نت نئی ٹکنالوجی کا سہارا لیا جا رہا ہے، ایسے تمام قوانین کا مقصد ایک ہی ہے مامون اور بے خوف وخطر راہگیروں کو اپنی منزل تک پہونچنے میں مدد کرنا، اس موقع پر سر دست قرآن حکیم کے دو ارشادات کا ذکر کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے جو اسپیڈ کنٹرول کے قانون کی روح کی حیثیت رکھتا ہے، سورہ فرقان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ " وعباد الرحمن الذين يمشون على الأرض هونا "یعنی اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں جو زمین پر سکون کے ساتھ چلتے ہیں یعنی رفتار میں توازن واعتدال اختیار کرتے ہیں۔ رفتار کی بے اعتدالی اور عدم توازن ہی سڑک حادثہ اور دوسرے تمام غیر مطلوبہ واقعات رونما ہونے کا سبب بنتے ہیں اس سلسلے میں معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ مبارکہ کی ایک جھلک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے اس بیان میں دیکھی جا سکتی ہے جس کا مشاہدہ انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر مبارک کے دوران دولت معیت سے کیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ سفر کے دوران نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار معتدل ہوتی تھی، راستہ خالی ہونے پر رفتار ذرا تیز بھی ہوتی تھی، گویا رفتار ایسی معتدل اور متوازن ہو کہ نہ خود چلنے والے کے لئے وجہ تکلیف ہو اور نہ ہی دوسروں کے لئے پریشانی وتکلیف کا باعث بنے۔

ٹریفک کا سارا نظام اسی عظیم مقصد کے حصول کا تحقق چاہتا ہے، اسی طرح ایک سفر کے دوران حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی سواری، جو ذرا سرکش تھی، تیز رفتاری کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سے آگے بڑھ گئی، یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پسند نہ آئی اور حضرت عمرؓ سے اس کی شکایت کی، حضرت عمرؓ نے فوراً اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی سرزنش کی اور آئندہ ایسا نہ کرنے کی تنبیہ فرمائی، اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے دو اہم باتوں کی طرف اشارہ ملتے ہیں جس کا ایک پہلو خالص تربیت سے متعلق ہے جس میں پاس ادب کے تقاضوں کی یاد دہانی ہے کہ عام حالتوں میں بھی بزرگوں کے آگے نہ چلا جائے چہ جائے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھنے کی جسارت کی جائے اور دوسرا پہلو نظام ٹریفک کے لئے استنباط اصول کے ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے، جس میں تیز رفتاری پر کنٹرول کرنے کی اصل پوشیدہ ہے، اسپید کنٹرول کا سب سے اہم نکتہ بے مہار تیز رفتاری پر کنٹرول کر کے راستوں کو پرامن بنانا اور سفر کو آسان کرنا ہے۔ تیز رفتاری کی عام وجوہات جو تلاش کی گئی ہیں ان میں جلد منزل تک پہنچنے کا داعیہ، اظہار شان وشوکت، انا کی تسکین اور دوسروں کو نیچا دکھانے کی لایعنی کوشش وغیرہ شمار کی جا سکتی ہیں۔ ان تمام وجوہات کی قرآن حکیم نے ایک آیت میں نکیر کر کے انسان کی اوقات کو آئینہ کر دیا ہے، اس سلسلے میں سورہ اسراء کی وہ آیت مبارکہ رہنمائی کے لئے کافی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو چلنے پھرنے کا معیاری طریقہ بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا ''و لاتمش في الارض مرحا إنک لن تخلق الأرض ولن تبلغ الجبال طولا '' یعنی زمین پر اکڑ کر نہ چلو کیونکہ تم نہ تو زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی پہاڑ کی اونچائی تک پہونچنے کی سکت رکھتے ہو، جب یہ دونوں کام انسان کی اوقات سے پرے کر دیئے گئے تو تیز رفتاری کی تمام وجوہات بے معنی ہو گئیں، اس آیت کریمہ کی روشنی میں تیز رفتاری کی عادت کو نفسیاتی بیماری قرار دیا جا سکتا ہے جس کا طبعی علاج قرآن حکیم نے اکڑ کر نہ چلنے کی عادت بنانے کی تجویز کی گویا گفتار میں ذہانت اور رفتار میں متانت اللہ کے نزدیک مرغوب ومطلوب ہے۔

بے وجہ ہارن بجانے پر مواخذہ بھی نظام ٹریفک کا اہم حصہ ہے بے وجہ ہارن نہ صرف راہگیروں پر بار خاطر گذرتا ہے بلکہ بسا اوقات بڑے حادثہ کا سبب بھی بن جاتا ہے، اسی لئے ٹریفک نظام کے تحت بے وجہ ہارن کو ممنوع قرار دیتے ہوئے اس کے مرتکب پر سزا مقرر کی گئی ہے اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلے میں یہ بتاتا ہے کہ راستہ چلتے ہوئے گھنٹہ بجانے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتے ہوئے اس سے منع فرمایا ہے، مؤرخین نے لکھا ہے کہ عربوں کا طریقہ تھا کہ اونٹ کی گردنوں میں گھنٹیاں باندھ دیتے تھے اور جب قافلہ چلتا تو پورا راستہ گھنٹیوں کی آواز سے گونج اٹھتا، اس کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناپسند فرمایا اس سے بے ضرورت ہارن بجانے کی خرابیوں پر روشنی پڑتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ نظام ٹریفک کے حوالہ سے دنیا جس قدر قوانین وضع کر لے ان سب کا منبع ومبدأ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی قرار پائے گا، یہی اسلام کی آفاقیت کو ثابت کرتا ہے اور موجودہ عہد کے ہر شعبہ حیات میں نبوی تعلیمات کی معنویت کو اجاگر کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner

پاکیزہ سماج کے بنیادی اصول

عبدالعزیز

اللہ تعالیٰ اور نبی آخرالزماں ومعلم اخلاق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ وارفع تعلیمات سے مسلمانوں کا گھر اوران کا معاشرہ قابل دیداور مثالی بن سکتا ہے جوغیروں کی نظر میں پسندیدہ اور قابل قبول ہوسکتا ہے مگر افسوس مسلمان ان اعلیٰ تعلیمات کو جاننے کی طلب اور شوق سے محروم ہے اور جو جانتا ہے اس پر عمل کرنے سے بے نیاز ہے جس کی وجہ سے آج اپنوں اور غیروں دونوں کی نظر میں معتوب اور مبغوض ہے۔ دعائیں راہ راست کی ہورہی ہیں مگر بے راہ روی اور غلط روش دل میں گھر کر چکی ہے جو باہر نکلنے کا نام نہیں لے رہی ہے۔ جولوگ ان کے اندر انھیں راہ راست پر لانا چاہتے ہیں وہ ان کے ظلم وستم کے شکار ہیں۔ یہ چیز دنیا بھر میں دیکھنے کو مل رہی ہے۔ خواہ مصر ہو یا بنگلہ دیش، پاکستان ہو یا افغانستان یا کوئی اور ملک وشہر ہو، قصبہ ہو یا گاؤں ہو، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''میرے رب نے مجھے نو باتوں کی وصیت کی ہے: (۱) اخلاص: ظاہر اور باطن میں اخلاص پر عمل کروں۔ (۲) عدل: خوشی اور غصہ میں عدل کروں۔ (۳) میانہ روی: امارت اور غربت میں میانہ روی اختیار کروں۔ (۴) درگزر: جو زیادتی کرے اس سے درگزر کروں۔ (۵) عطا: جو محروم کرے اسے عطا کروں۔ (۶) تعلق: جو قطع تعلق کرے (تعلق توڑ دے) اس سے صلہ رحمی کروں۔ (۷) فکر: میری خاموشی فکر ہو۔ (۸) ذکر: گویائی ذکر ہو۔ (۹) عبرت: میری نظر عبرتوں کیلئے ہو۔

آپ غور فرمائیں، اگر گھر میں یا باہر، اپنے معاشرہ میں یا اس کے باہر ان تعلیمات کی مکمل پیروی ہو تو وہ کیسا معاشرہ عالم وجود میں آسکتا ہے، کیا دنیا ایسے گھر اور معاشرہ کی تلاش میں نہیں ہے؟ مگر ہم مسلمان نہ ایسا مثالی گھر اور نہ ایسا دیدہ زیب معاشرہ اپنے کردار وعمل سے نہ دکھا پا رہے ہیں اور نہ بنا پا رہے ہیں۔

سید قطب شہیدؒ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ''ہزاروں خطبات، لاکھوں کتابیں، بے شمار جلسے، مذاکرے اور سمینار ایک ایسے خطۂ زمین کے برابر نہیں ہوسکتے جہاں چلتا پھرتا اسلام دکھائی دے جسے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں، چھو سکیں اور چکھ سکیں'' موصوف اپنے ایک مضمون ''محمدؐ بن عبداللہ کی فتح'' میں رقمطراز ہیں: ''انسانیت اس سے پہلے آشنا نہ تھی۔ اس لئے کہ وہ اس نظریہ کے زندہ نمونہ تھے۔ جو اس وقت کی انسانیت کیلئے اجنبی ہوگیا تھا۔ اس وقت لوگ اس نظریہ پر ایمان لے آئے۔ اس لئے کہ وہ ان لوگوں پر ایمان لے آئے تھے جن میں یہ نظریہ جلوہ گر تھا، یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی تھی کہ آپ نے اسلامی فکر کو انسانی شکل میں ڈھال دیا۔ مصحف کے سینکڑوں اور ہزاروں نسخے لکھے۔ لیکن یہ روشنائی کے ذریعہ کاغذ کے صفحات پر نہیں لکھے گئے تھے بلکہ نور کے ذریعہ دلوں پر لکھے گئے تھے۔ لوگوں کو عمل یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ اسلام کیا ہے جو اللہ کے پاس سے محمدؐ بن عبداللہ لے کر آئے ہیں، اور محمدؐ بن عبداللہ کی آخری کامیابی یہ تھی کہ شریعت اسلامیہ کو زندگی کا بنیادی مرکز اور لوگوں کے معاملات کا حقیقی منظّم بنا دیا۔

اسلام ایک عقیدہ ہے، جس کی بیج سے شریعت کی کونپل پھوٹتی ہے۔ اس شریعت پر ایک نظام قائم ہوتا ہے۔ اگر ہم اسلام کو ایک درخت سے تشبیہ دیں تو عقیدہ اس کا بیج شریعت اس کا تنا اور نظام شرعی اس کا پھل ہے۔ تنا بیج کے بغیر جڑ نہیں پکڑ سکتا۔ اور اس بیج کی کوئی قیمت نہیں جس سے تنا نہ ملے۔ اس تنے کا کوئی فائدہ نہیں جو پھل نہ دے۔ اس لئے اسلام نے ضروری قرار دیا کہ اس کی شریعت ہی زندگی کی حاکم ہے''۔

حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ نے اس سے بہت ہی ملتی جلتی بات کہی ہے کہ ''تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دوری کرنے کیلئے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے۔ تم پھولوں سے گلدستے سجاتے ہو مگر آہ؛ تمہارے اعمالِ حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے۔ تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال وآستیں کو معطر کرنا چاہتے ہو مگر آہ! تمہاری غفلت کہ تمہاری عظمت اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کے مشام روح یکسر محروم ہیں! کاش؛ تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں۔ تمہارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب وزینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا۔ تمہاری آنکھیں رات رات بھر مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں، تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاوّل کی ولادت کیلئے دنیا کچھ نہ سنتی مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی، تمہاری زبانوں سے نہیں مگر تمہارے اعمال کے اندر سے اسوۂ حسنہ نبویؐ کی مدح وثنا کیلئے ترانے اٹھتے: ''فانها لا تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التى فى الصدور، ''حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی اندھے پن میں پڑتا ہے تو آنکھیں اندھی نہیں ہوجایا کرتیں دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں پوشیدہ ہیں'' (سورہ ق: 37)

صحابہ کرامؓ کا معاشرہ کیوں آج تک ہمارے لئے قابل تقلید اور نمونہ ہے، محض اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی وہ کامل اطاعت کرتے تھے، وہ وعظ ونصیحت ہی نہیں کرتے تھے، بلکہ آنحضرتؐ کے وعظ ونصیحت کو کان لگا کر سنتے تھے اور ایک ایک بات پر پورے طور پر عمل کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کامل نمونہ تھی اور اس سے سرمو برابر بھی انحراف نہیں کرتے تھے۔ دنیا جانتی ہے کہ ''حضورؐ کی زندگی میں ذکر وفکر، محض مراقبہ وسجود اور فقط تسبیح وتحلیل نہیں۔ وہاں بیویوں سے دلگی بھی ہورہی ہے۔ کبھی بازار میں گھوم کر خرید وفروخت کے آداب بتارہے ہیں۔ کبھی منبر پر وعظ وتلقین فرمارہے ہیں۔ ادھر آنے والے وفود سے گفتگو ہورہی ہے، تو ادھر اصول سمجھا رہے ہیں۔ کبھی میدان جنگ میں کمان فرمارہے ہیں اور کبھی صلح نامے کی دفعات لکھوا رہے ہیں۔ اور کبھی صحن مسجد میں اشعار سن کر تبسم فرمارہے ہیں۔ اور کبھی بی بی عائشہؓ کو حبشیوں کا رقص دکھا رہے ہیں۔ کبھی سنجیدگی کا یہ عالم ہے کہ کوئی زبان کھولنے کی جرائت نہیں کرسکتا اور کبھی کسی بڑھیا سے طبیعت مزاح بھی ہورہا ہے۔ کہیں مقدمات کے فیصلے سنا رہے ہیں اور کہیں مزدوروں کی طرح پھاوڑے چلا رہے ہیں۔ غرض زندگی کی ساری بوقلمونیاں ایک ذات کے اندر موجود ہیں۔ لیکن ان میں توازن کا حسن اور تناسب کا جمال اپنے پورے کمال کے ساتھ موجود ہے۔ نہ کہیں کوئی زیادت ہے نہ کوئی کمی۔ زندگی کے جن جن خانوں کو جتنا جتنا پر ہونا چاہئے وہ اتنے ہی پر ہیں۔ کوئی خانہ بھی ایسا نہیں جس میں خلا ہو، یا وہ اتنا لبریز ہو کہ چھلکنے لگے، جلال بھی ہے اور جمال بھی۔ دلبری بھی ہے اور قاہری بھی۔ اور سب کچھ اپنے ضروری مخصوص توازن وتناسب کے ساتھ یہی وہ حسن وجمال ہے جو سیرت کا نرالا پہلو ہے۔ سیرت کا یہ حسین انداز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کہیں موجود نہیں اور اگر ہم سے پوچھئے تو یہ محمدؐ کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ امہ وسلم۔ اجزائے سیرت کے اس تناسب وتوازن نے ہر ہر جز کو بھی حسن وجمال کا مرقع بنا دیا ہے۔ ایسا مرقع کہ

زوقِ تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ...کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جاست

لاکھوں صلوٰۃ وسلام اس صاحب سیرت پر اور لاکھوں سلام ودرود روح مقدس ہستیوں پر جنہوں نے اسے دیکھا۔ اس کی حسین وجمیل سیرت کو دیکھا، پرکھا اپنایا اور ہم تک پہنچایا''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد کا معاشرہ تھا اسے آپؐ دیکھ رہے تھے۔ آپؐ فرماتے ہیں: تمہارے اندر بھی گزشتہ امتوں والی بیماری سرایت کرگئی ہے۔ حسد اور نفرت! نفرت تو مونڈ ڈالنے والی ہے، دین مونڈ ڈالنے والے، میں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈ دینے والی اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ تم اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے، جب تک تم باہم محبت نہ کرو، کیا تمہیں ایسی بات نہ بتادوں کہ اگر تم اسے کرو تو ایک دوسرے سے محبت کروگے؟ لوگوں نے کہا: ہاں! اللہ کے رسولؐ! فرمایا تو پھر سلام عام کرو اور صلہ رحمی سے کام لیتے رہو'' (البیان)۔ اللہ کے رسولؐ نے اپنی امت کے لوگوں کو نیکی اور بدی کی باتوں اور ان کے نتائج سے خبردار کیا ہے۔ ''سن لو! دنیا اسی موجودہ ساز وسامان کا نام ہے، جسے نیک وبد سب کھا رہے ہیں اور آخرت ایک حقیقی وقت مقرر ہے جس میں قدرتوں والا بادشاہ (اللہ رب العالمین) خود فیصلہ کرے گا (ایک روایت میں ہے کہ آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں عادل اور قدرت والا بادشاہ فیصلے فرمائے گا) جن میں حق کو ثابت کردے گا اور باطل کو باطل۔ آخرت والے بنو، دنیا والے نہ بنو، ہر اولاد اپنی ماں کے پیچھے چلتی ہے۔ تمام کی تمام بھلائی اپنے پیروکاروں کے ساتھ جنت میں داخل ہوگی اور تمام کی تمام برائی اپنے پیروکاروں کے ساتھ جہنم میں داخل ہوگی۔ پس تم عمل کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور اس بات کا یقین رکھو کہ تمہیں (ایک دن) تمہارے اعمال کے سامنے پیش کیا جائے گا؛ چنانچہ جس نے ایک ذرے کے برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ایک ذرے کے برابر بدی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا'' (الشافعی)۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خیانت اور طمع سے بچنے کی تعلیم دی: ''(۱) خیانت سے بچو کہ وہ بدترین ساتھی ہے۔ (۲) ظلم سے بچو کہ قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہوگا۔ (۳) طمع اور لالچ سے بچو کہ اس چیز نے تم سے پہلوں کو غارت کردیا، حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کا خون بہانے لگے اور انھوں نے اپنے رشتے ناتے توڑ ڈالے'' (طبرانی اور اوسط وکبیر)۔

آج معاشرہ میں غصہ وروں کی بہتات ہے، جس کو دیکھئے غصے سے بھرا ہوا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مومن کی پہچان بتائی ہے کہ مومن وہ ہوتا ہے جو غصہ کو پی جاتا ہے۔ دوسروں کے قصوروں کو معاف کردیتا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے: ''جان لو؛ لوگ مختلف طبقات میں پیدا کئے گئے ہیں، ان میں بعض تو مومن پیدا ہوتے ہیں، مومن جیتے ہیں اور مومن ہی مرتے ہیں، اور بعض کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر جیتے ہیں اور کافر ہی مرتے ہیں۔ بعض مومن پیدا ہوتے ہیں، مومن جیتے ہیں اور کافر مرتے ہیں، اور بعض کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر جیتے ہیں اور مرتے مومن ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آپؐ نے غصہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو جلدی غصہ آتا ہے اور جلدی رفع ہوجاتا ہے، تو یہ ایک دوسرے کا بدلہ ہوگیا۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن کو دیر میں غصہ آتا ہے اور دیر میں جاتا ہے تو یہ بھی ایک دوسرے کا بدلہ ہوگیا۔ تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جنھیں غصہ دیر سے آئے اور جلدی دور ہوجائے۔ اور بدترین لوگ وہ ہیں جن کو غصہ جلدی آئے اور دیر سے دور ہو۔ فرمایا تم غصہ سے بچتے رہو وہ بنی آدم کے دل پر ایک چنگاری ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ آدمی کی گردن رگیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہوجاتی ہیں۔ بس جس کسی کو غصہ آوے اس کو چاہئے کہ لیٹ جائے اور زمین پر بیٹھ جائے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات حکمت ودانش پر مبنی ہیں۔ انہی اعلیٰ تعلیمات سے آپؐ کے دور میں اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں لوگوں نے مثالی اور قابل تقلید معاشرہ دیکھا۔ ہم سب اس کا ذکر کرتے ضرور ہیں مگر کیا ایسا معاشرہ عالم وجود میں آئے، اس کیلئے تگ ودو کرتے ہیں؟ جولوگ ہاں میں جواب دیتے ہیں اور واقعی ایسے معاشرہ کیلئے اپنا سب کچھ قربان کردینے کیلئے تیار ہیں، یہی لوگ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے سچے عاشق ہیں جولوگ محض بڑی بڑی باتیں کررہے ہیں۔ عمل ان کی زندگیوں سے ندارد ہے۔ وہ آخر کیسے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے وفادار یا عاشق کہلا سکتے ہیں؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں، اللہ کو پسند وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہوکر لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی دیوار ہیں'' (سورہ صف، آیات: 2-4)۔ اچھے اور پرکشش معاشرہ کیلئے مومنانہ صفات کی ضرورت ہوتی ہے۔ منافقت معاشرہ کیلئے تباہ کن ہوتی ہے جو کافرانہ معاشرہ سے بھی بدتر اور ظالمانہ ہے۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعداللہ قاسمی نالندوی

جرمنی کا سیاسی بحران: اپوزیشن اعتماد کا ووٹ فوری چاہتی ہے

جرمنی میں حزب اختلاف کی جماعتوں نے چانسلر اولاف شولس سے بغیر کسی تاخیر کے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور جلد از جلد عام انتخابات کرانے پر بھی زور دیا ہے، گزشتہ روز مخلوط حکومت کے اتحاد کا شیرازہ بکھر جانے کے بعد چانسلر نے جنوری کے وسط میں اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کی بات کہی تھی؛ تاہم اپوزیشن کا کہنا ہے کہ وہ ایوان کا اعتماد کھو چکے ہیں اس لیے اس پر فوری طور پر عمل ہونا چاہیے، سیاسی مبصرین کا کہنا ہے کہ حزب اختلاف کے دباؤ کے بعد بھی اگر چانسلر اس پر ٹھوس وضاحت پیش نہیں کرتے، تو اس سے ان کی پارٹی کو نقصان پہنچ سکتا ہے، اس لیے اگلے ہفتے یا آئندہ دو ہفتوں کے دوران انہیں اعتماد کے ووٹ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جرمنی میں بدھ کی رات کو سیاسی بحران اس وقت پیدا ہوا، جب اقتصادی امور پر شدید اختلافات کی بنا پر چانسلر اولاف شولس نے اپنے وزیر خزانہ کرسٹیان لنڈنر کو برطرف کر دیا، اس کارروائی کے فوری بعد ان کی حکومت میں شامل جماعت ایف ڈی پی نے اپنے تمام وزرا کے استعفے سونپ دیے اور حکومت سے حمایت واپس لے لی اور اس طرح چانسلر شولس کی قیادت والی مخلوط حکومت نے ایوان میں اکثریت کھو دی (ڈی ڈبلیو)

اسرائیل: نیتن یاہو نے وزیر دفاع گیلنٹ کو برطرف کر دیا

اسرائیل کے وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو نے غزہ جنگ پر جاری کشیدگی کے دوران "اعتماد کے بحران" کا حوالہ دیتے ہوئے منگل کے روز وزیر دفاع یوو گیلنٹ کو برطرف کر دیا، نیتن یاہو کے دفتر سے جاری ایک بیان میں کہا گیا، " گزشتہ چند مہینوں کے دوران جو اعتماد تھا، وہ ختم ہوا، اس کی روشنی میں، میں نے آج وزیر دفاع کی مدت ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔" گیلنٹ کا عہدہ وزیر خارجہ اسرائیل کاٹز کو سونپا گیا ہے، جن کے بارے میں نیتن یاہو نے کہا کہ حلف اٹھانے کے بعد وہ جلد ہی "ہمارے دشمنوں کے خلاف فتح" اور "جنگ کے اہداف"، جیسے "غزہ میں حماس کی تباہی" اور لبنان میں "حزب اللہ کی شکست" کے حصول کے لیے کام کریں گے، اس کے ساتھ ہی گیدون سار کو ملک کا نیا وزیر خارجہ مقرر کیا گیا ہے، جو اب کاٹز کا عہدہ سنبھالیں گے۔ (ڈی ڈبلیو)

امریکہ سے پناہ کے متلاشی ہزاروں افراد کی آمد کا خدشہ، کینیڈین پولیس ہائی الرٹ

کینیڈا کی پولیس اور تارکین کی مدد کرنے والے گروپس امریکہ میں ڈونلڈ ٹرمپ کے اقتدار میں آنے کے بعد تارکین وطن کی بڑی تعداد میں آمد کی توقع کر رہے ہیں اور وہ اس صورت حال سے نمٹنے کی تیاری میں مصروف ہو گئے ہیں، برطانوی خبر رساں ادارے روئٹرز کے مطابق کینیڈا کو پہلے ہی ریکارڈ تعداد میں پناہ کے متلاشی افراد کا سامنا ہے اور حکومت کی کوشش ہے ایسے افراد کی تعداد کم سے کم کی جائے، رواں ہفتے الیکشن میں ناقابل یقین فتح کے بعد ایک مرتبہ پھر امریکہ کے صدر بننے والے ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنی انتخابی مہم میں غیر قانونی تارکین وطن کی 'امریکی تاریخ کی سب سے بڑی بے دخلی' کا وعدہ کیا تھا (الجزیرہ)

فٹ بال میچ میں اسرائیلی شائقین اور فلسطین کے حامیوں میں جھڑپ: 5 زخمی، 62 گرفتار

میڈیا اور حکام کے مطابق ایمسٹرڈیم کے سٹیڈیم کے باہر یوروپا لیگ فٹ بال میچ سے پہلے اور بعد میں میکبی تل ابیب کلب کے حامیوں کی بظاہر فلسطین حامی مظاہرین سے جھڑپ ہوئی ہے، خبر رساں اداروں اے پی اور روئٹرز کے مطابق جھڑپ کے نتیجے میں پانچ افراد زخمی ہوئے ہیں جبکہ 62 افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے، ڈچ کیپیٹل میونسپلٹی اور پولیس کے پراسیکیوشن دفتر کی جانب سے بیان میں کہا گیا ہے کہ 'مکابی کے حامیوں کے خلاف کئی تشدد کے واقعات ہوئے، جو بہت ہنگامہ خیز تھے۔' ایمسٹرڈیم کی میئر فیمکا ہالسیما کی جانب سے فلسطینی حامی مظاہرے پر پابندی کے باوجود جھڑپیں ہوئیں، جنہیں خدشہ تھا کہ مظاہرین اور اسرائیلی فٹ بال کلب کے حامیوں کے درمیان جھڑپیں شروع ہو جائیں گی (نیوز اردو)

کیوبا میں سمندری طوفان رافیل کے بعد بجلی کی بحالی کا کام شروع

کیوبا کے حکام کا کہنا ہے کہ انہوں نے جمعرات کو جزیرے کے مشرقی حصے میں بجلی کی بحالی کا کام شروع کر دیا ہے، ایک دن قبل ہیریکین رافیل نے ملک کے بجلی کے گرڈ کو تباہ کر دیا تھا، جس سے 10 ملین افراد اندھیرے میں ڈوب گئے تھے، رائٹرز کے مطابق، بدھ کو گرڈ منہدم ہو گیا جب رافیل نے 115 میل فی گھنٹہ (185 کلومیٹر فی گھنٹہ) سے زیادہ کی رفتار سے ہواؤں کے ساتھ کیوبا کو روند ڈالا، جس سے گھروں کو نقصان پہنچا، درخت اکھڑ گئے اور ٹیلی فون کے کھمبے گر گئے، میامی میں قائم امریکی نیشنل ہیریکین سینٹر نے کہا کہ سمندری طوفان مغرب کی طرف خلیج میکسیکو میں گھوم گیا تھا جہاں اس سے اب زمین کو کوئی فوری خطرہ نہیں ہے (وام نیوز)

ڈونلڈ ٹرمپ کا وژن قبول نہیں، لڑائی جاری رکھوں گی: کملا ہیرس

امریکی نائب صدر اور ڈیموکریٹ پارٹی کی امیدوار کملا ہیرس نے صدارتی انتخابات میں اپنی شکست تسلیم کرنے کے بعد 'لڑائی' جاری رکھنے کے عہد کا اظہار کیا ہے، خبر رساں ادارے روئٹرز کے مطابق واشنگٹن میں ہوورڈ یونیورسٹی جہاں سے کملا ہیرس نے گریجوایشن کی تھی، سے خطاب میں کہا 'جو بھی یہ دیکھ رہا ہے، میں ان سے یہی کہوں گی کہ مایوس نہ ہوں۔ کملا ہیرس نے اپنے ووٹرز کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا 'یہ وقت غصے یا مایوسی کا نہیں ہے، یہ آستینیں چڑھانے کا وقت ہے۔ ہوورڈ یونیورسٹی میں خطاب سے قبل کملا ہیرس نے اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے نومنتخب صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو مبارکباد کا فون کیا تھا، تاہم کملا ہیرس کا کہنا ہے کہ وہ ڈونلڈ ٹرمپ کی جانب سے ملک کے لیے پیش کردہ وژن کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ (الجزیرہ)

تعلیم و روزگار

لیڈی ہارڈنگ میڈیکل کالج میں انٹرویو کے ذریعہ انتخاب

لیڈی ہارڈنگ میڈیکل کالج، نئی دہلی نے 49 اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدہ کے لئے انٹرویو کی تاریخ کا اعلان کیا ہے، یہ انتخاب واک ان انٹرویو کی بنیاد پر ہوگا، واک ان انٹرویو کی تاریخ 11 نومبر سے 17 نومبر 2024 ہے، درخواست کی فیس کسی بھی زمرے کے لیے نہیں ہے، مزید معلومات کے لئے ویب سائٹ:hosp.gov.in-lhmc پر جائیں۔

ایئرپورٹ اتھارٹی کو 90 اپرنٹس کی ضرورت

ایئرپورٹ اتھارٹی آف انڈیا نے اپرنٹس کے ۹۰ عہدوں کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے جس میں گریجویٹ اپرنٹس، ڈپلومہ اپرنٹس اور ٹریڈ اپرنٹس کے عہدے شامل ہیں، درخواست کی فیس کسی بھی زمرے کے لیے نہیں ہے، اس کے لئے عمر کی حد کم از کم 18 اور زیادہ سے زیادہ 26 سال مقرر ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 20 نومبر 2024 ہے، آفیشلی ویب سائٹ www.aai.aero۔

UPSC کے ذریعہ 457 عہدوں پر بحالی ہوگی

یونین پبلک سروس کمیشن (UPSC) نے 457 انجینئرنگ سروسز ایگزامینیشن -2025 کے عہدوں پر بحالی کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، درخواست کی فیس 200 روپے ہے، SC / ST زمرہ اور خواتین ومعذور افراد کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، ادائیگی آن لائن/آف لائن کرنی ہوگی، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 22 نومبر 2024 ہے، ویب سائٹ upsconline.nic.in۔

انڈو تبت بارڈر پولیس فورس (ITBP) میں 20 آسامیوں پر بحالی کی جائے گی

(آئی ٹی بی پی) انڈو تبت بارڈر پولیس فورس میں 20 اسامیوں جس میں اسسٹنٹ سب انسپکٹر، ہیڈ کانسٹیبل اور دیگر اسامیاں شامل ہیں بحالی کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے، اس کے لئے آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 26 نومبر 2024 ہے، درخواست کی فیس 100 روپے ہے؛ البتہ SC / ST اور خواتین امیدواروں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، ادائیگی آن لائن موڈ کے ذریعے کرنی ہوگی، آفیشل ویب سائٹ: recruitment.itbpolice.nic.in پر جاکر مزید معلومات حاصل کی جاسکتی ہے۔

کمیونٹی ہیلتھ آفیسر بننے کا موقع، 7401 اسامیوں کے لئے نوٹیفکیشن

اتر پردیش میں محکمہ صحت اور خاندانی بہبود نے ہیلتھ آفیسر (سی ایچ او) کی 7401 اسامیوں پر براہ راست بحالی کے لئے اشتہار جاری کیا ہے، اس قبل بھی اس کے لئے اشتہار جاری کیا گیا تھا، جو امیدوار پہلے ہی درخواست دے چکے ہیں انہیں درخواست دینے کی ضرورت نہیں ہے، یہ اسامیاں کنٹریکٹ کی بنیاد پر نیشنل ہیلتھ مہم (این ایچ ایم) کے تحت ریاست کے مختلف محکموں میں بھرے جائیں گے، ریزرویشن کے فائدہ صرف اتر پردیش کے رہائشیوں کو ملے گا، دیگر ریاستوں کے امیدوار غیر محفوظ زمرے میں درخواست دے سکتے ہیں، آن لائن درخواست کی آخری تاریخ 07 فروری 2024 سے بڑھا کر 17 نومبر 2024 تک کر دی گئی ہے، درخواست کی کوئی فیس کسی بھی زمرے کے لیے نہیں ہے، سرکاری ویب سائٹ upnrhm.gov.in، ہیلپ لائن نمبر: 104 (AM00:10 سے PM00:05)

فوقانیہ اور مولوی کا امتحان 22 جنوری سے

بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے فوقانیہ (میٹرک) اور مولوی (انٹر) 2025 کے امتحانات 22 جنوری سے شروع ہوں گے جو 28 جنوری 2025 تک جاری رہیں گے، اس سلسلے میں مدرسہ تعلیمی بورڈ کے کنٹرولر امتحانات ڈاکٹر نور اسلام نے امتحانی شیڈول جاری کرتے ہوئے مدرسوں کو آگاہ کر دیا ہے، اس کے تحت امتحان دو شفٹوں میں منعقد ہوگا، پہلی شفٹ کا امتحان دوپہر 8:45 سے 12 بجے تک اور دوسری شفٹ کا امتحان 1:45 سے 5 بجے تک ہوگا۔

اتر پردیش میں ریڈر سمیت 109 اسامیوں کے لیے بحالی

اتر پردیش پبلک سروس کمیشن نے ریڈر، پروفیسر، لیکچرر وغیرہ کے 109 عہدوں پر بحالی کے لئے اہل امیدواروں سے درخواست طلب کی ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 18 نومبر 2024 ہے، درخواست کی فیس 105 روپے ہے؛ البتہ SC / ST زمرہ کے لیے 65 روپے اور معذوروں کے لیے 25 روپے ادا کیے جائیں گے، ادائیگی آن لائن موڈ کے ذریعے کرنی ہوگی، مزید معلومات کے لئے ویب سائٹ uppsc.up.nic.in پر جائیں۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

وقف ترمیمی بل کسی بھی صورت میں قبول نہیں: صوفیاء ومشائخ

امارت شرعیہ میں منعقد صوفیاء ومشائخ کانفرنس میں بہار کی ملی تنظیموں اور خانقاہوں کے سجادگان کی بڑی تعداد میں شرکت

وقف ترمیمی بل کے خلاف امارت شرعیہ ہر ممکن جدوجہد کر رہی ہے، ملک کی سطح پر آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کی کارکردگی میں مضبوط لائحہ عمل کے ساتھ اس بل کو مسترد کرنے کی کوشش جاری ہیں، ہندوستانی مسلمانوں کی بیداری بھی اس موقع پر قابل ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی قیادت کی آواز پر اوقاف کے تحفظ کی خاطر چند دنوں میں اس ترمیمی بل کے خلاف تین کروڑ چھیاسٹھ ہزار ای میل بھیجنے کی کامیاب کوشش کی، اس سے پہلے اس طرح کی نظیر نہیں ملتی کہ کسی بھی معاملہ میں ملک کے کسی ایک طبقے نے JPC کو اتنی بڑی تعداد میں اپنی رائے دی ہو، مذکورہ باتیں حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے امارت شرعیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۳/نومبر کو کانفرنس ہال امارت شرعیہ میں منعقد عظیم الشان صوفیاء ومشائخ کانفرنس میں موجود بہار کی دینی وملی تنظیموں اور ریاست کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی درجنوں خانقاہوں کے سجادگان ونمائندگان سے اپنے صدارتی خطاب میں کہیں، آپ نے اس بل کے خلاف جاری جدوجہد کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ پہلے دن سے آج تک ایک دن کے لئے بھی خاموش نہیں بیٹھی، اس کے پلیٹ فارم سے مختلف شکلوں میں کوششیں کی جارہی ہیں، گذشتہ ماہ چارریاستوں کے علماء ودانشوران پر مشتمل باپو سبھا گار میں ایک نمائندہ کانفرنس کے کے انعقاد کے ساتھ چاروں ریاستوں میں مسلمانوں کے مختلف طبقات کو جوڑ کر اس بل کے خطرناک پہلوؤں کو عام مسلمانوں میں اجاگر کرنے کے لئے الگ الگ عنوانات سے پرزنٹیشن پروگرام کے انعقاد کا سلسلہ جاری ہے، اس موقع پر حضرت امیر شریعت نے مسلمانوں سے ہمدردی رکھنے والی سیکولر سیاسی پارٹیوں کے تکلیف دہ رویے کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ یہ بل دو بیساکھیوں پر کھڑا ہے، ایک جدیو اور دوسرے چندرا بابو نائیڈو کی پارٹی ہے اور تماشہ یہ کہ یہ دونوں پارٹیاں مسلمانوں سے ملاقات کرنے سے بھی کترا رہی ہیں، اس موقع پر امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی نے اپنی تمہیدی گفتگو میں امارت شرعیہ اور خانقاہوں کی گہری وابستگی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کی پرورش ہی خانقاہوں کی گود میں ہوئی ہے، لگاتار تین امراء شریعت خانقاہ مجیبیہ سے ہوئے پھر تین امراء شریعت خانقاہ رحمانی مونگیر سے ہوئے اور الحمدللہ فی الوقت امیر شریعت بھی خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں ہیں، اس ملک کی یہ تاریخ رہی ہے کہ اسلام اور شریعت کی ترویج واشاعت اور اس کے تحفظ کے لئے بزرگان دین نے خانقاہوں کی چٹائی سے سفینہ ملت کی ناخدائی کی ہے، مجھے امید ہے کہ موجودہ وقت میں بھی خانقاہوں سے کردار شبیری کے ذریعہ امت کو حوصلہ، تحفظ اور مشکل راہوں سے نکلنے سے نجات ملے گی، اس تاریخی صوفیاء ومشائخ کانفرنس میں حضرات سجادگان ونمائندگان اور بہار کی ملی تنظیموں کے ذمہ داران نے اپنی اپنی قیمتی رائے تفصیل سے رکھی اور سبھوں نے مشترکہ طور پر اظہار خیال کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت کے کاموں کو سراہا اور انہیں وقف بل کے خلاف تحریکات پر اپنی تائید عطا کی کہ وقف ترمیمی بل کے خلاف امارت شرعیہ کے تمام کے اقدامات اور جدوجہد میں ہم شامل ہیں اور جب بھی امارت شرعیہ سے حضرت امیر شریعت کی آواز پہنچے گی ہم تمام اس پر لبیک کہنے کے لئے پرعزم ہیں، ان تمام بزرگوں نے کہا کہ اوقاف کی جائدادیں ہمارا مقدس سرمایہ ہیں، جن کی حفاظت کے ہم آخری دم تک پابند ہیں، انہوں نے کہا کہ ملک کی ثقافت، وراثت، تہذیب، اخلاق اور اس کے دستور سے کسی کو کھیلنے کا کوئی حق نہیں ہے، ہمارے مسالک الگ ہوسکتے ہیں، مشرب کے آپسی اختلاف ہوسکتے ہیں لیکن دین محمدی کے تحفظ کے لئے ہم سب ایک ہیں،، واضح رہے کہ اس کانفرنس کے بنیادی مقاصد میں جہاں ایک طرف وقف ترمیمی بل کے خلاف مسلمانوں کے ملی اتحاد کو مضبوط کرنا تھا وہیں دوسری طرف بہار میں ۱۳/نومبر کو jpc ممبران کی آمد کو لیکر مشترکہ لائحہ عمل تیاری کرنے اور ان کے سامنے اس بل کو کلی طور پر مسترد کرنے کے لئے مستحکم پالیسی بنانے جیسے اہم امور شامل تھے۔ اس کانفرنس میں جن ملی تنظیموں اور خانقاہوں کے ذمہ داران وسجادگان اور نمائندگان نے شرکت کی، اس میں جمعیۃ علماء بہار، ادارہ شرعیہ، خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ، خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سیٹی، جماعت اسلامی، جمعیۃ اہل حدیث، خانقاہ کبیریہ سہسرام، خانقاہ تیغیہ مظفرپور، خانقاہ دیوان شاہ ارزاں پٹنہ، خانقاہ سلیمانیہ پھلواری شریف، خانقاہ عالیہ سمرقندیہ دربھنگہ، خانقاہ آثار چشتیہ نظامیہ داناپور، خانقاہ پیر دمریا شاہ خلیفہ آباد، بھاگلپور، درگاہ کاکو جہان آباد، خانقاہ شمسیہ چکولیہ ویشالی، خانقاہ اشرفیہ مداریہ سہسرام، خانقاہ فردوسیہ منیر شریف، خانقاہ سمنانی سہسرام، خانقاہ دربار سرکار سرکا نہی شریف مظفرپور، خانقاہ اخلاقیہ چین پور مظفرپور، آل انڈیا مومن کانفرنس، خانقاہ درویشیہ اشرفیہ ٹیتھو شریف گیا، درگاہ حضرت منہاج الدین راستی، خانقاہ اخلاقیہ کیمور، خانقاہ عبداللہ شاہ کریمی پروہی مدھوبنی، آستانہ حضرت یحییٰ شریف سہسرام، خانقاہ ریاضیہ پھلواری شریف اور خانقاہ قادریہ ابدالیہ سہسرام کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس پروگرام کی ابتداء قاری شمس الزماں کی تلاوت قرآن پاک اور قاضی مجیب الرحمٰن قاسمی معاون قاضی شریعت نعت شریف سے ہوئی، جب کہ پروگرام کی نظامت کے فرائض جناب مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے انجام دیئے، آخیر میں کانفرنس کی تجویز قائم مقام ناظم صاحب نے پیش کی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بل کو مکمل طور پر مسترد کرتے ہیں اور حکومت بہار سے خاص طور سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آئندہ اسمبلی سیشن میں اس بل کے خلاف تجویز منظور کرکے مرکزی سرکار کو دے، یہ بھی طے ہوا کہ اس تجویز کو تمام سیاسی پارٹیوں کے سربراہان، تمام ممبران پارلیامنٹ، تمام جے پی سی کے ممبران بشمول چیرمین اور ملک کی تمام ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ اور گورنر کو بھیجا جائے اور اخیر میں کلمات تشکر جناب مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے پیش کئے اور حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

وقف ترمیمی بل 2024 حکومت کی سوچی سمجھی سازش: محمد فضل اللہ رحمانی

قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ دار العلوم نعمانیہ شیشہ گاچھی پوا خالی ضلع کشن گنج

گذشتہ 4 نومبر 2024ء کو حسب ھدایت مفکر ملت امیر شریعت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر، جامع مسجد پیٹ بھڑی میں بعد نمازِ مغرب تحفظ اوقاف بیداری مہم کا شاندار پروگرام منعقد ہوا جس میں دارالقضاء امارت شرعیہ شیشہ گاچھی پواخالی ضلع کشن گنج کے قاضی شریعت مولانا محمد فضل اللہ رحمانی وقف ترمیمی بل سے ہونے والے نقصانات پر تفصیلی روشنی ڈالی اور فرمایا کہ یہ بل حکومت کی سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے جسے ان شاء اللہ ہم لوگ کامیاب نہیں ہونے دینگے، موجودہ بل ہر اعتبار سے مبہم ہے خود دستور کے کئی دفعات کے مخالف ہے اور سپریم کورٹ کے کئی فیصلوں کے بھی خلاف ہے، حکومت اس بل کے ذریعہ اوقاف کی جائیدادوں پر مکمل کنٹرول کرنا چاہتی ہے، اور مسلمانوں کو ان کے املاک سے محروم کرنا چاہتی ہے وقف کرنے کے اختیارات کو محدود کرنا چاہتی ہے، ملک کے امن پسند شہریوں کو پریشان کرنا چاہتی ہے؛ لیکن امت مسلمہ خصوصاً اور ملک کے امن پسند شہری نے بھی حکومت کی مکاری کو سمجھ لیا ہے اس لئے سب کا مشترکہ مطالبہ ہے کہ حکومت اسے مکمل واپس لے، مجلس میں بیٹھے تمام لوگوں نے عہد کیا کہ ان شاء اللہ اس کے لیے ہمارے اکابر کا جو حکم ہوگا ہم لوگ لبیک کہیں گے موجود لوگوں نے یہ بھی کہا کہ امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ اور بالخصوص حضرت امیر شریعت صاحب مدظلہ العالی کے تحفظ اوقاف بیداری مہم کا فیصلہ ایک قابل تحسین فیصلہ ہے، مجلس کو کامیاب بنانے والوں میں جناب تجمل حسین صاحب سرپنچ اور مولانا عبدالجبار صاحب امام وخطیب اور نوجوانوں نے اہم رول ادا کیا قاضی صاحب کی دعاء پر مجلس کا اختتام ہوا۔

وقف ترمیمی بل 2024 ناقابل قبول: مولانا نعمان قاسمی

امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر کی ہدایت پر امارتِ شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے بینر تلے ضلع جموئی میں واقع مدینہ مسجد میں 25 اکتوبر 2024 کو تحفظِ اوقاف بیداری مہم کا ایک اہم پروگرام منعقد ہوا، جس میں لوگوں جوش وخروش کے ساتھ بڑی تعداد میں حصہ لیا، اور قاضی شریعت مولانا محمد نعمان اختر قاسمی کا پرمغز خطاب ہوا اور وقف ترمیمی بل 2024 کے متعلق مختلف نکات پر گفتگو کی اور حاضرین کو بل کے مضر اثرات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ بل کے بعض شق سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بل اسلاموفوبیا کو بڑھاوا دینے کیلئے لایا گیا ہے جو نہایت ہی سنگین جرم ہے، پروگرام میں موجود تمام حضرات نے بھی یہ عزم کیا کہ ہم وقف ترمیمی بل 2024 کو کسی بھی حال میں قبول نہیں کرسکتے۔ اپنے اوقاف کی حفاظت جس طرح ممکن ہوگا ہم ہر ممکن حفاظت کریں گے، اس خصوصی پروگرام میں الحاج ماسٹر نثار احمد رحمانی صاحب کنوینر اصلاح معاشرہ کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ ضلع جموئی سمیت حافظ محمد تبارک صاحب امام وخطیب محمد صغیر احمد صدر اکبر حسین محمد ایوب محمد ضیاء الحق کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اس پروگرام کے نظم وانتظام میں الحاج ماسٹر نثار احمد رحمانی پیش پیش رہے۔

وقف ترمیمی بل 2024 دستور ہند اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف ہے۔ مفتی رضی احمد رحمانی ندوی

گذشتہ 3/نومبر 2024ء کو بعد نماز مغرب حسب الحکم حضرت امیر شریعت مفکر ملت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار، اڈیسہ وجھارکھنڈ، سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر تحفظ اوقاف بیداری اجلاس زیر صدارت مفتی رضی احمد رحمانی ندوی قاضی شریعت دارالقضائامارت شرعیہ خانقاہ رحمانی مونگیر جامع مسجد چورنبہ مونگیر میں منعقد ہوا، اجلاس کا اغاز چورنبہ جامع مسجد کے مکتب کے ایک چھوٹے سے طالب علم محمد ساحل کی تلاوت کلام اللہ سے ہوا اس کے بعد جامع مسجد چورنبہ کے امام وخطیب جناب مولانا ومفتی ثناء اللہ رحمانی صاحب نے افتتاحی کلمات کہے انہوں نے وقف ترمیمی بل کا مختصر تعارف کرایا اس کے بعد قاضی شریعت خانقاہ رحمانی مونگیر جناب مفتی رضی احمد رحمانی ندوی صاحب نے اپنے خطاب میں لوگوں سے کہا کہ آج اوقاف تحفظ بیداری مہم کے تحت آپ سے کچھ اہم باتیں کرنی ہیں اور آج کوئی عام وعظ اور نصیحت نہیں ہوگی بلکہ ہمیں جاننا ہے کہ وقف ترمیمی بل 2024 جس کو موجودہ حکومت لانا چاہتی ہے وہ ہمارے وقف کو کتنا زیادہ نقصان پہنچا رہا ہے اور یہ وقف ترمیمی بل 2024 حکومت نے بڑے ہی منظم طریقے پر بہت سوچ سمجھ کر دس سال کی کوششوں کے بعد لایا ہے اور اس کے ذریعے حکومت مسلمانوں کے وقف پر کنٹرول کرنا چاہتی ہے، مسلمانوں کو وقف کرنے کے حق کو محدود کرنا چاہتی ہے، مسلمانوں کو وقف کی جائیدادوں سے محروم کرنا چاہتی ہے اور وقف کی تعریف کو بدل کر مسلمانوں کے ذہن میں وقف کا جو ایک اسلامی تصور اور کنسپٹ ہے اسے ختم کرنا چاہتی ہے، میں سب سے پہلے آپ لوگوں کو دستور کے ان چند دفعات کو بتانا چاہتا ہوں اور اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں جو ہمارے بنیادی حقوق ہیں جس کو فنڈامینٹل رائٹس کہتے ہیں جس کے تحت ہمیں اپنے مذہب پر عمل کرنے مذہب کی چیزوں اور اداروں کو منظم کرنے اور اپنی پراپرٹی یا جائیدادوں کو دوسروں تک منتقل کرنے یا کسی کو دے دینے یا وقف کرنے کا جو اس ملک کے دستور نے ہمیں اجازت دی ہے، اس کو میں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ اس ملک کے دستور کا جو تمہید ہے وہ پورے دستور کا ایک طرح سے خلاصہ اور نچوڑ ہوتا ہے اس کو ہمیں پڑھنا چاہیے آج تک ہم نے دستور کو پڑھا نہیں؛ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ مسلمانوں کو دستور پڑھنا چاہیے اور اس کے ایک ایک دفعہ کو یاد کرنا چاہیے، اس لیے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم العالیہ جو وقف بل آنے سے پہلے ہی سے وقف کے سلسلے میں بڑے حساس ہیں انہوں نے امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں وقف کی جائیدادوں کو رجسٹرڈ کرانے کے لئے آفس بھی قائم کیا اور ریٹائرڈ اے ڈی ایم جناب عبدالوہاب صاحب کو اس کام کے لیے انہوں نے ہائر کیا اور بہت سے قبرستان امارت شرعیہ کے توسط سے رجسٹرڈ ہو گئے ہیں اور ابھی حضرت صاحب فی الحال اسی کام کے لیے پوری ٹیم کو لے کر کے امارت شرعیہ پٹنہ میں مقیم ہیں ہم لوگوں کو چاہیے ہم مونگیر کے رہنے والے ہیں امیر شریعت سے مل کر اور دیگر ذمہ داروں سے مل کر اپنی مسجد اور قبرستانوں کو رجسٹرڈ کر کے محفوظ بنالیں تاکہ ہمارے اباواجداد کی جو میراث ہے اور ہمارا جو ایک اسلامی شعائر ہیں جس کے بغیر مسلمان مسلمان نہیں ہوسکتا مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اس کے پاس مسجد ہو جہاں پہ وہ سر جھکائے، اجتماعی طور پہ قبرستان ہو جہاں وہ اپنے مرے ہوئے لوگوں کو دفن کرسکیں، عیدگاہیں ہو جہاں جاکر کے وہ کھلی ہوئی فضا میں اللہ کی عبادت کرسکے اس لیے میرے بھائیو امیر شریعت نے اور دیگر علماء کرام نے پورے طور پر اپنے وقتوں کو وقف ترمیمی بل کو ناکام کرنے کے لیے شب وروز لگا دیا ہے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کے کندھوں سے کندھا ملا کر چلیں اور ابھی ہم دعا کریں کہ اللہ تعالی اس بل کو ناکام کردے۔ اور جو بھی ہمارے نمائندے ہیں پنچایت لیول کے ہو مونسپلٹی لیول کے یا ایم پی ایم ایل اے ہوں ہم ان سے کہیں کہ یہ بل سراسر اس ملک کے دستور اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کے خلاف ہے اور ہماری شریعت کے خلاف تو ہے ہی۔ ہم مسلمان اس ترمیم کو کسی بھی صورت میں قبول نہیں کریں گے اس لیے سرکار کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اس ناپاک ارادے سے باز آجائے، اللہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالی حکومت کے اس ناپاک عزائم میں اسے ناکام کرے اللہ تعالی مسلمانوں کے جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت فرمائے اللہ تعالی حضرت امیر شریعت کی عمر میں برکت عطا فرمائے اللہ تعالی ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے آمین

Scanned with CamScanner

اورادووظائف سے دلوں میں روحانیت پیدا ہوتی ہے

مفتی محمد نظر الباری ندوی

آسمان وزمین، اور اسکے درمیان کی چیزیں نباتات وجمادات، لیل ونہار، اور شمس وقمر کی گردش اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وجود کا پتہ دیتی ہیں اور ان تخلیقات الہیہ پر غور وفکر اور تدبر فی آلاء اللہ، بھی بہترین عبادات میں سے ہے اور اس موقع پر دل سے تسبیح وتہلیل اور تکبیر پڑھ کر خالق کائنات کی کبریائی بیان کرنا عمدہ خصلتوں میں سے ایک بہترین خصلت ہے' باری تعالیٰ کا ارشادِ ہے'إن فی خلق السماوات والأرض و الاختلاف الیل و النھار لآیات الألی الالباب، یقیناً آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا تفکر ساعۃ خیر من قیام لیلۃ: (ابن کثیر) یعنی ایک گھڑی آیات قدرت میں غور کرنا پوری رات کی عبادت سے بہتر اور زیادہ مفید ہے: عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس غور وفکر کو افضل عبادت فرمایا ہے' (ایضاً) حسن بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بہت سے صحابہ کرام سے سنا ہے سب یہ فرماتے تھے کہ ایمان کا نور اور روشنی تفکر ہے' (معارف القرآن) حضرت ابوسلیمان دارانی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا میں گھر سے نکلتا ہوں تو جس چیز پر میری نگاہ پڑتی ہے میں کھلی آنکھوں دیکھتا ہوں کہ اس میں میرے لیے اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اور اس کے وجود میں میرے لیے عبرت حاصل کرنے کا سامان موجود ہے، (ابن کثیر) حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ غور و فکر ایک نور ہے جو تیرے دل میں داخل ہو رہا ہے، (معارف القرآن) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے انسانوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، وفی الأرض آیات اللموقنین، وفی أنفسکم أفلا تبصرون (الذاریات:۲۰۔۲۱) زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کیلئے، اور خود تمہارے اپنے وجود میں، ان ہی نعمتوں میں سے ایک نعمت اٹھنے بیٹھنے، اور چلنے کی طاقت وقوت بھی ہے، اس عظیم نعمت کی صحیح قدر وہی جانتا ہے، جو چلنے کی نعمت سے محروم ہے، یا مجبور ہوگئے ہیں، بندہ جب بھی کھڑا ہو اور جب بھی چلے، تو اس وقت اللہ کی اس نعمت کو بھی ذہن میں لائے، استحضار کرے، اور صدق دل سے کہے، سبحان اللہ، تو دل میں ایک خاص قسم کی روحانیت، سرور اور انابت الی اللہ کی کیفیت پیدا ہوگی، ذرا غور کیجئے، نماز کے ذریعے تعلیم دی جارہی ہے جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو تکبیر تحریمہ کے بعد کہتا ہے سبحانک اللھم جس کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں بھی صراحت کے ساتھ موجود ہے، فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ حِیْنَ تَقُوْمُ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو جس وقت کھڑے ہو۔ (سورت طور: 48) اور پھر بندہ جب رکوع میں جاتا ہے تو یہ جھکنے کی نعمت ایک بڑی نعمت ہے، وہاں بھی سبحان ربی العظیم، سکھایا گیا ہے، پھر کھڑا ہوا اور نماز کی سب سے اہم رکن سجدے میں پیشانی رکھ دی۔ اب یہ وہ حالت ہے جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ انسان اللہ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اتنی قربت والی حالت میں بھی کوئی اور کلمات کی تعلیم نہیں دی گئی، بلکہ اس عظیم ترین موقع پر بھی بندوں کو جو تعلیم دی گئی ہے، وہ ہے: سبحان ربی الاعلی: اس سے اسکی اہمیت وعظمت کا پتہ چلتا ہے، اب ذرا اور غور کیجئے کہاں، کہاں سبحان اللہ: ذکر وحمد کی تعلیم دی جارہی ہے، اگر آپ کا دل لوگوں کی باتوں، طعنوں اور جملوں سے تنگ آچکا ہے تو زبان سے تسبیح ادا کیجئے: باری تعالیٰ کا ارشاد ہے، وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ (97) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَ کُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ (98) اور بیشک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے۔ تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ (سورت حجر) اگر آپ کسی مصیبت میں پھنسے ہیں اور نکلنے کی کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی، تو تعلیم دی گئی تسبیح کی، فَلَوْ لَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ (143) لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (144) تو اگر حضرت یونس (مچھلی کے پیٹ میں) تسبیح کرنے والے نہ ہوتے تو ضرور اس دن تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہتے جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے۔ (سورہ الصافات) اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ بڑے گناہ گار ہیں، اپنی جان پر بہت ظلم کر رہے ہیں، تو تسبیح کیجیے، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (87) (اے سبحان اللہ!) تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہر عیب سے پاک ہے، بیشک میں قصوروار ہوں۔ (سورت انبیاء) اگر آپ کسی سفر میں کسی دوست کے ساتھ جا رہے ہیں تو خوب تسبیح کیجیے، كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا (33) (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ! ہارون کو میرے ساتھ کر دیجیے) تا کہ ہم دونوں تیری خوب تسبیح کریں۔ (سورت طہٰ) اگر آپ کو لگتا ہے کہ زندگی میں کامیابیاں ہی کامیابیاں مل رہی ہیں اور فتوحات کا زمانہ شروع ہو گیا ہے، تو تسبیح کیجے، اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ (1) وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی تسبیح کرو۔

قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں سے صبح وشام کثرت سے تسبیحات کا مطالبہ کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے، وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِبْكَارِ اپنے رب کو کثرت سے یاد کرو اور شام وصبح اس کی تسبیح کرو۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو۔ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى رات کے اوقات میں بھی تسبیح کرو اور دن کے کناروں میں بھی تا کہ تم خوش ہو جاؤ۔ وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ، رات کے کچھ حصے میں بھی اللہ کی تسبیح کرو اور سجدوں کے بعد بھی، فَسَبِّحْهُ وَ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ، جب ستارے ڈوبیں تو بھی اس کی تسبیح کرو۔ وَسَبِّحْهُ لَیْلًا طَوِیْلًا، رات کے لمبے وقت میں اس کی تسبیح کرو۔

تدبر فی آلاء اللہ اور تسبیحات کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے' قرآن وسنت میں خاص خاص الفاظ کے ساتھ بھی بندوں کو اسکی تعلیم دی گئی ہے، ان اہم تعلیمات سے مقصود یہ ہیکہ بندے کا دل ودماغ ہر وقت خدا کی یاد سے تروتازہ رہے، اور بندہ اسکی یاد سے غافل نہ رہے، اور اسکی نافرمانی سے اپنے دامن کو بچاتا رہے، مستقل تسبیحات کی پابندی انسان کو خدا سے قربت پیدا کرتا ہے، اس سے بندہ کو روحانی عروج حاصل ہوتا ہے، دل کو تقویت ملتی ہے، چہرے پر نور اور دل میں سرور پیدا ہوتا ہے، دلوں کی صفائی اور صیقل کا کام دیتا ہے، یہ آسمان وزمین اور اسکے درمیان جتنی چیزیں ہیں سب کا وظیفہ ہے' وان من شیء الا یسبح بحمدہ، اسی سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے، تسبیح سے دل مضبوط ہوتا ہے، غم مٹتے ہیں، ربِ رحمٰن کی محبت پیدا ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ خوش ہوتے ہیں، اس مالک حقیقی کو اپنی تسبیح بہت پسند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ جب کسی مجلس سے اٹھتے تو سبحانک اللھم بڑھتے، اور مختلف اوقات میں مختلف ادعیہ پڑھتے اور اپنے اصحاب کو بھی اسکی تعلیم دیتے، ایک مرتبہ صحابہ سے پوچھا کہ کیا آپ دن میں ایک ہزار نیکیاں نہیں کما سکتے؟ صحابہ نے کہا: وہ کیسے؟ فرمایا: سو مرتبہ سبحان اللہ کہو تو ہزار نیکیاں مل جائیں گی، مذکورہ بالا آیات کریمہ اور نبی علیہ السلام کی اقوال وارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی زندگی گزارنے والے ایک مرد مؤمن کی پوری زندگی تسبیح کے دائرے میں ہونی چاہئے، وہ آسمان کی طرف نظر اٹھائے، تو اسکی بلندی، اس کی ساخت کو دیکھکر کہے، سبحان اللہ: اڑتا ہوا پرندہ دیکھے تو اسکی زبان پر ہو سبحان اللہ، چاند وسورج پر نظر پڑے تو کہے سبحان اللہ، زمین پر چلے تو اسکی بناوٹ چرند و پرند کو دیکھیتو کہے: سبحان اللہ: خدائی تخلیقات میں کائنات کے اندر کتنے ہی جاندار و بے جان جیزیں ایسی ہیں جنہیں دیکھے تو اسکی کاری گری پر کہے، سبحان اللہ، بندوں کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا، بیدار ہونا، خوشحالی وبدحالی، آفت ومصیبت، خوشی وغمی اور ہر آن ہر لمحہ تسبیح ہی تسبیح ہونی چاہیے، گویا اسکی زبان تسبیحات کی لذت سے معمور ومخمور ہو، اور جب بندہ مؤمن اسکی لذت و میٹھاس سے آشنا ہوجاتا ہے، دل اسکی لذتوں کو پالیتا ہے، روح اس سے تقویت حاصل کرلیتا ہے، دماغ اس کا کھل جاتا ہے، تو پھر تسبیحات اسکی روحانی غذا بن جاتی ہے، اور اس غذا کی لذتوں میں ساری زندگی سبحان اللہ، سبحان اللہ، اور دوسری تسبیحات میں گزار دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو کتنا آسان بنا رکھا ہے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ہر وقت زبان پر جاری رکھی جاسکتی ہے، اے سبحان اللہ! کی ذات، ہمیں بھی سبحان اللہ اور دیگر تسبیحات کی حقیقت سمجھا دے، اور تسبیحات کی لذت سے قلب وجگر، دل و دماغ کو آشنا فرمادے، اس طور سے کے ہر وقت یہ زبان پر جاری رہے، اور اسکو محض اپنے فضل وکرم سے قبول بھی فرمالے، آمین

امارت شرعیہ ملت اسلامیہ کا قیمتی اثاثہ ہے: مولانا ثمیر الدین قاسمی (لندن)

امارت شرعیہ، المعہد العالی اور دارالعلوم الاسلامیہ میں ماہر فلکیات حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی لندن کا خطاب

7/11/2024 ماہر فلکیات الحاج حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی مانچسٹر، لندن ۳رنومبر 2024ء کو امارت شرعیہ تشریف لائے حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر وسکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل بورڈ سے ملاقات کی؛ چونکہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کے انتخاب کے بعد پہلی مرتبہ حضرت مولانا کی امیر شریعت صاحب سے ملاقات تھی اس لیے مولانا نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کے حجرے میں جاکر امیر شریعت کے دست مبارک پر بیعت امارت کیا، امارت شرعیہ کے استحکام کے لیے دعا کی، بعدہ المعہد العالی امارت شرعیہ میں تقریباً دو گھنٹے تک عقائد اور علم فلکیات پر علمی اور قیمتی محاضرہ پیش کیے، شرکاء نے مختلف نکات پر سوال کیے، حضرت مولانا نے سنجیدگی و متانت کے ساتھ جواب دیا، پھر المعہد العالی کے سکریٹری مولانا عبدالباسط ندوی، مولانا مفتی بدر احمد مجیبی، مولانا نورالحق رحمانی کے ساتھ عشائیہ میں شریک رہے، ازیں قبل دارالعلوم الاسلامیہ کے مہتمم جناب مولانا مفتی یحییٰ غنی صاحب کی دعوت پر دارالعلوم الاسلامیہ تشریف لے گئے اور وہاں بھی اساتذہ کرام اور طلباء کے سامنے علمی محاضرات پیش کیے، جناب مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ کی دعوت پر حضرت مولانا نے میٹنگ روم امارت شرعیہ میں علم فلکیات پر قیمتی محاضرات پیش کیے، حضرت مولانا کا یہ تأثر رہا کہ مجھے امارت شرعیہ سے کافی عقیدت ہے اور اسے اپنے ایمان وعقیدہ کا حصہ سمجھتا ہوں، آپ نے امارت شرعیہ کے مختلف شعبہ میں خود جاکر ان کے ذمہ داران سے ملاقات کی خصوصاً مفتی محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دارالقضا، مفتی محمد سعیدالرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مولانا رضوان احمد ندوی، مولانا قمر انیس قاسمی، مفتی وصی احمد قاسمی، مولانا احمد حسین قاسمی المدنی، مولانا اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب وغیرہ، اسی طرح آپ نے بیت المال، مولانا سجاد میموریل ہاسپٹل، مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کا بھی معائنہ فرمایا اور بڑی مسرت کا اظہار کیا، آپ کا تأثر یہ رہا کہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی قیادت میں امارت شرعیہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے، مولانا مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگلپوری معاون قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ نے حضرت مولانا کے سامنے ہر شعبہ کا تعارف کرایا، اللہ رب العزت حضرت مولانا کو صحت وتوانائی عطا فرمائے آمین۔

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی فقہی خدمات

قاضی شمیم اکرم رحمانی

انسانوں کے ہجوم میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی منفرد خصوصیات کی بنیاد پر الگ شناخت رکھتے ہیں اور جب اس دنیائے آب وگل کو الوداع کہتے ہیں تو ایسے انمٹ نقوش چھوڑ جاتے ہیں جنہیں وقت کی دھول نہ دھندلا کر سکتی ہے اور نہ ہی مٹا سکتی ہے؛ قطب عالم، مجدد علم وعرفاں حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسے ہی خوش بخت انسان تھے یہی وجہ ہے کہ انہیں وفات پائے ایک عرصہ ہو چکا ہے لیکن آج بھی وہ تاریخ کے صفحات اور لوگوں کے دلوں میں اسی طرح زندہ ہیں جس طرح اپنی زندگی میں زندہ تھے۔

زمانہ ہوگیا گزرا تھا کوئی بزم انجم سے ☆☆☆ غبار راہ روشن ہے بہ شکل کہکشاں اب تک

حضرت مونگیری کی ولادت باسعادت مورخہ ۳/شعبان سنہ ۱۲۶۲ھ کو کانپور کے ایک معزز ترین علمی دینی وروحانی خاندان میں ہوئی، دوسال کی عمر میں ہی والد ماجد حضرت شاہ عبد العلی کا سایہ سر سے اٹھ گیا اسلئے بچپن کا زمانہ دادا سید غوث علی اور چچا سید ظہور علی کے زیر تربیت گزرا، ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی، بعد ازاں اکابر علماء سے استفادے کا موقع ملا جن میں مفتی عنایت احمد کاکوروی حضرت علامہ حسین شاہ کشمیری، استاذ الاساتذہ مفتی لطف اللہ علی گڑھی حنفی اور حضرت علامہ احمد علی محدث سہارنپوری کے اسمائے گرامی بہت اہم ہیں۔

اللہ رب العزت نے حضرت مونگیری کو گوں نا گوں اوصاف سے نوازا تھا، بلند نظری، دوراندیشی، روشن ضمیری اور بیدار مغزی سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا، اخلاص وللّٰہیت، یقین واعتقاد، عنابت وتضرع اور توکل ورضا ان کے نمایاں اوصاف تھے جن کی بنیاد پر انہیں خدا اور خلق خدا کے نزدیک بے پناہ مقبولیت حاصل تھی، وہ ایک طرف جہاں مصلح امت نباض وقت اور عظیم الشان تحریکوں کے بانی تھے تو وہیں دوسری طرف ممتاز عالم دین تفسیر وحدیث کے شناور اور فقہ وکلام کے بڑے رمز شناس بھی تھے، ذکاوت وطباعی اور علم وفضل کی بلندی میں ہم عصروں میں کسی سے کم نہ تھے، طالبعلمی کے زمانے میں ہی ان کے علم وفضل اور صلاح وتقوی کی شہرت ہوگئی تھی، ایک ایک مسئلہ پر وہ گھنٹوں اور کئی کئی دنوں تک بحثیں کیا کرتے تھے اسی لئے ان کے بعض اساتذہ اپنے اس ہونہار شاگرد کا اس طرح احترام کیا کرتے تھے جیسے کوئی شاگرد اپنے استاذ کا احترام کرتا ہے حضرت مولانا محمد الحسنی نے مصنف مقامات کے حوالے سے سیرت مولانا سید محمد علی مونگیری میں مشہور اور نامور محدث حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری کا ایک عجیب وغریب واقعہ نقل کیا صاحب مقامات لکھتے ہیں کہ؛ مولانا آپ کی اس قدر عظمت کرتے تھے کہ لوگوں کو تعجب ہوتا تھا؛ بعد عصر درس سے فارغ ہوکر مولانا مکان نو تعمیر میں جاکر لیٹ جاتے تھے اور اکثر طلبہ ہمراہ جاکر قریب بیٹھ جایا کرتے تھے مگر جب حضرت تشریف لے جاتے تو فوراً اٹھ بیٹھتے تھے حضرت نے ایک روز فرمایا کہ جناب میں آپ کا ایک ادنی شاگرد ہوں سیکڑوں علماء آپ کے شاگرد ہیں سن میں آپ میرے والد سے زائد ہیں اس سن میں آپ تمام دن پڑھا کر اس وقت لیٹ جاتے ہیں اور پھر میری حاضری میں اٹھ بیٹھتے ہیں اس کا جواب کچھ آپ نے نہیں دیا مگر حضرت نے اس وقت حاضر ہونا چھوڑ دیا (سیرت مولانا محمد علی مونگیری ص ۴۴)

حضرت مونگیری کے تبحر علمی کا ہی نتیجہ تھا کہ کانپور کی ایک مسجد میں انہوں نے جب تدریس کا سلسلہ شروع کیا تو وہاں طالبان علوم نبوت کا بڑا ازدحام لگ گیا تھا اور ان کا صبح سے شب تک کا پورا وقت تدریس میں ہی گزرنے لگا تھا بعض سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ، تدریس کے اس نقشے کو دیکھ کر مدرسہ کے ارباب انتظام کا اصرار ہوا کہ حضرت مونگیری مدرسے میں ہی درس دیا کریں چنانچہ بار بار کے اصرار پر انہوں نے مدرسہ فیض عام میں درس دینا شروع کیا اور تقریباً تین سال تک درس دینے کے بعد طبیعت اس قدر ناساز ہوئی کہ انہیں مشغلہ تدریس سے دست بردار ہونا پڑا؛ لیکن چونکہ دل میں علم کی اشاعت، ملت کی تعمیر اور امت کی اصلاح کا جذبہ موجزن تھا اسلئے تدریسی اور تعلیمی زندگی سے دست برداری کے کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے زمینی سطح پر عملی جدوجہد شروع کی اور ضرورت کے تقاضوں کے پیش نظر مختلف مرحلوں میں مختلف ادارے قائم فرمائے جن میں انجمن تہذیب، ندوۃ العلماء، جامعہ رحمانی اور خانقاہ رحمانی کے نام بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

ضرورت کا درست ادراک اور پھر ضرورت کے تقاضوں کی تکمیل کیلئے بروقت عملی اقدام حضرت مونگیری کی زندگی کا اہم حصہ ہے جسے ادنی غور وفکر کے بعد محسوس کیا جاسکتا ہے چنانچہ مذکورہ اداروں کے قیام کا معاملہ ہو، عیسائیت وقادیانیت کے خلاف محاذ آرائی کی جدجہد ہو یا بندگان خدا کے قلوب کے صیقل بنانے کا مرحلہ ؛ضرورت کے درست ادراک کا عنصر ہر جگہ کارفرماں ہے یہی وجہ ہے کہ ممتاز عالم دین اونچے درجے کے مفکر اور صاحب اسلوب نثر نگار ہونے کے باوجود انہوں نے تصنیفات وتالیفات کی طرف بہت زیادہ توجہ نہ دی اور جتنی توجہ دی وہ ضرورت کی صدا پر لبیک کہنے کے علاوہ اور کچھ نہ تھا ورنہ ان کی سیکڑوں تالیفات اور ان گنت چھوٹی بڑی تحروں کا بڑا حصہ دوسروں کے اعتراضات کے جوابات مختلف سوالات اور پیچیدگیوں کے حل اور قادیانیت ومسیحیت کی بیخ کنی پر مشتمل ہونے کے بجائے مختلف علوم وفنوں پر مشتمل ہوتا؛ ان کے سوانح کے مطالعہ سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ دیگر علوم وفنون کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث اور علم فقہ سے انہیں خصوصی دلچسپی تھی جن میں حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت وتوجہات نے مزید اضافہ کردیا تھا۔ مسائل فقہیہ کی تحقیق کا اتنا اونچا ذوق تھا کہ ایک ایک مسئلہ کی تحقیق کے لئے کانپور سے لکھنو اور بسا اوقات پٹنہ تک کا سفر کرلیا کرتے تھے؛ اس عمدہ تحقیق ذوق اور فقہ سے غیر معمولی دلچسپی نے انہیں بلند پایہ فقہاء کی صف میں کھڑا کردیا تھا، ان کی تالیفات اور علمی وفقہی دوسری تحریریں موجود ہیں جن کے مطالعہ سے نہ صرف ان کی علمی گہرائی قلمی پختگی اور فقہی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ ان کے علمی جلالت شان کے شایان شان نمایاں نہ ہونے پر افسوس بھی ہوتا ہے ممکن ہے کہ تحریکی اور عملی پہلوؤں کے بہت زیادہ روشن ہوجانے کی وجہ سے علمی جلالت شان لوگوں کی نگاہ سے اوجھل رہا ہوتا ہم یہ طے ہے کہ وہ علم وفضل کے جس اونچے رتبے پر فائز تھے وہاں بہت کم لوگ نظر آتے ہیں ان کے علم وفضل کے بلند رتبے کا اندازا اس سے بھی ہوتا ہے کہ حضرت مولانا پیر جماعت علی شاہ، حضرت مفتی عبد اللطیف، حضرت مولانا عبد الصمد رحمانی، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی، حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی اور علامہ ظہیر حسن شوق نیموی، جیسے متعدد مشاہیر مختلف مرحلوں میں ان کے خوشہ چیں رہے ہیں اور ان سے علمی وفکری استفادہ کیا ہے، اسی لئے متعدد اہل علم نے ان کی علمی جلالت شان کا اعتراف بھی کیا ہے جنہیں ان کے سوانح نگاروں نے اپنی تحریروں میں درج کیا ہے۔

ایک بار کی بات ہے کہ بعض مسائل کی بنیاد پر حضرت مونگیری کا بعض اکابر علماء سے اختلاف ہوا تو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ معظمہ سے ایک خط حضرت مونگیری کے نام روانہ فرمایا جسمیں عام علما کے لئے بھی نصائح موجود ہیں اس خط میں حاجی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ؛ مکرر یہ کہ عزیزم مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی کو آپ سے رنج ہونے کی کوئی وجہ نہیں سوا اس کے کہ اختلاف بعض مسائل کی وجہ سے آپس میں حجاب ہوگیا ہے جس وقت بدستور سابق خط وکتابت اور آمد شد جاری ہوجائے گی تو بالکل صفائی ہوجائے گی مسائل میں صحابہ کرام وائمہ مجتہدین وعلماء محققین رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی آپس میں اختلاف تھا لاکن اس کی وجہ سے کسی کو ذرہ برابر کدورت نہ ہوئی؛ (سیرت مولانا سید محمد علی مونگیری ص۹۴)

حضرت مونگیری کی قرآن وحدیث اور فقہی مراجع پر بہت وسیع نگاہ تھی، زمانے کے نشیب وفراز سے پوری طرح اگاہ تھے،، عرف عادات سے مکمل واقفیت تھی اور شریعت کے مزاج ومذاق کو خوب سمجھتے تھے اسی لئے فروعی مسائل میں اس تشدد کے روادار نہ تھے جو اس وقت عام علماء میں رائج تھا بلکہ معروضی انداز سے دلائل میں غور وفکر کرتے اور کتاب وسنت اور مقاصد شرع کی روشنی میں جو کچھ بہتر سمجھتے اس کا اظہار کردیا کرتے تھے اسی لئے بعض مسائل میں ان کا عام علماء سے اختلاف بھی رہا جن کی نشاندہی مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے بھی کی ہے وہ لکھتے ہیں ''بعض مسائل میں ان کی رائے عام علمائے دیوبند سے مختلف تھی وہ مجالس میلاد کو حسب مصلحت درست سمجھتے تھے البتہ اس کی بدعات کے روادار نہ تھے خطبہ جمعہ کی زبان کے طور پر عربی کو ضروری نہ سمجھتے تھے اور امام ابوحنیفہ کے اس قول کے قائل تھے جس کے مطابق خطبہ جمعہ غیر عربی میں دیا جاسکتا ہے'' (وہ جو بیچتے تھے دوائے دل ص ۱۱۷)

اللہ رب العزت نے حضرت مونگیری کو اپنی بات شاندار لب ولہجہ میں پیش کرنے کا عمدہ سلیقہ بھی عطا فرمایا تھا وہ اپنی باتوں کو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے مزین کرکے پیش کیا کرتے تھے انداز گفتگو اور اسلوب تحریر مناظرانہ اور مخاصمانہ کی بجائے محققانہ مگر سنجیدہ مسکت اور متین ہوا کرتا تھا تاکہ قاری کا دماغ اور دل دونوں مطمئن ہو چنانچہ خطبہ جمعہ کی زبان سے متعلق ایک استفتا کا تفصیلی جواب قلمبند کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''عربی زبان کا مقبول ومحبوب ہونا اس امر کی طرف دلوں کو کھینچتا ہے کہ خطبہ کا عربی میں ہونا افضل ہو مگر یہ وجہ ایسی نہیں ہے کہ ضرورت وقت پر اس کو ترجیح دی جائے یا یہ کہ خطبہ جس لئے مشروع ہوا ہے اوسکا لحاظ (اس کا لحاظ) نہ کیا جائے'' (القول المحکم فی خطابۃ العجم ص ۴۹) تراویح کی رکعتوں پر بحث کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں'' آٹھ رکعتیں جو حدیث میں آئی ہیں وہ تہجد کی رکعتیں ہیں تہجد اور چیز ہے تراویح اور چیز تراویح بیس ہی رکعتیں ہیں حضرت عمر کے زمانے میں ہزار ہا صحابہ تھے اس زمانے سے لے کر آج تک کسی نے بیس رکعت میں کچھ حجت نہ کی تھی مگر آج کل ایسے ان پڑھے ہی امی عالم پیدا ہوئے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر اور صحابہ کی بھی غلطی نکالی سبحان اللہ یہ منھ اور مسور کی دال'' (احکام تراویح ص ۲۰)

حضرت مونگیری نے مختلف مرحلوں میں مختلف انداز سے علم فقہ کی خدمت کی ہے ان کی فقہی خدمات سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے وہ، باضابطہ ایک مدت تک فتاوے بھی دیا کرتے تھے، ان کی فقہی آرا کا ذخیرہ کتاب المسئلہ کے نام سے مشہور ہے جس کا تذکرہ حضرت مونگیری کے سوانح نگاروں نے کیا ہے تاہم راقم الحروف نے جب اس بابت تحقیق کی تو پتہ چلا کہ فی الوقت یہ فقہی ذخیرہ نایاب ہے کتاب المسئلہ کے علاوہ احکام تراویح جیسی بیش قیمت تصنیف اور القول المحکم فی خطابۃ العجم اور مسلمان ایک جماعت جیسی دو اہم فقہی تحقیقات بھی انہوں نے چھوڑی ہیں جو ان کی علمی گہرائی فکری نکتہ سنجی اور فقہی مراجع پر وسعت نظری کی شہادت دیتی ہیں اور متعدد کتب خانوں کی زینت ہیں، ان کتابوں کے علاوہ ندوۃ العلماء کے زیر اہتمام دار الافتا کا قیام بھی حضرت مونگیری کی فقہی خدمات کا ہی حصہ ہے انہوں نے ندوہ کے قیام کے بعد اوائل ہی میں دار الافتا کے قیام کی تحریک کی تھی اور اسے قائم بھی فرمایا تھا اور پھر ان سب کے علاوہ ان کے قائم کردہ تعلیمی اداروں سے جو علمی وفقہی خدمات انجام دی جارہی ہیں وہ سب خدمات بھی بالواسطہ حضرت مونگیری کی علمی وفقہی خدمات میں شامل ہونگی اور ان اداروں سے منسک وفیض یافتہ افراد ملک وبیرون ملک میں جو علمی دینی اور فقہی خدمات انجام دے رہے ہیں اور آئندہ دیں گے ان خدمات کی نیکیوں کے حصے بھی حضرت مونگیری کے حسنات میں شامل ہونگے انشاء اللہ دعا گوہوں کہ خدا حضرت مونگیری کی مغفرت فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے آمین۔ طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

Scanned with CamScanner

غریبوں اورمحتاجوں کا خیال رکھئے

محمود میاں نجمی

زمانہ جاہلیت میں غریبوں محتاجوں اور مجبوروں کو حقیر تر سمجھا جاتا تھا۔غریب ہونا گویا ایک ایسا جرم تھا کہ جس کی سزا ساری زندگی ملتی رہتی،غریب اور اس کا خاندان معاشرے کے ہر صاحب حیثیت کا ادنی غلام اور خادم سمجھا جاتا۔مگر یہ ظلم وستم اور قہر وجبر کے غیر انسانی رویے درحقیقت،تاریخ انسانی کے چہرے پر بدنما داغ تھے۔دنیا میں جب اسلام کا سورج طلوع ہوا اور نبی آخرالزماں محسن انسانیت، رحمۃ للعالمین،حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مسند رسالت پر جلوہ افروز ہوئے،تو آپ نے اللہ کے احکامات کی روشنی میں غریب محتاج اور مسکین کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کے بارے میں لوگوں کو سخت ترین عذاب کی وعید سنائی اور انہیں پابند کیا کہ وہ اپنے مال کا ایک حصہ ان بے کس لوگوں پر خرچ کریں،تاکہ وہ جنت میں بہترین انعام پاسکیں۔اللہ تعالیٰ،سورۃ الذاریات میں فرماتا ہے''وہی متقی لوگ بہشت کے باغوں اور چشموں کے کناروں پر عیش سے رہیں گے،جو اپنے مال کا ایک حصہ دنیا میں غریبوں،مسکینوں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرتے ہیں۔سورۃ المعارج میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے''جن کے مال میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں دونوں کا حصہ مقرر ہے، یہی لوگ جنت میں عزت واکرام سے ہوں گے۔''اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ تم ان غریب غرباء کو دے کر کوئی احسان نہیں کرو گے، بلکہ اللہ نے تمہارے مال میں ان کا حصہ مقرر فرمادیا ہے۔چنانچہ اگر ان کا حصہ پہنچاؤ گے،تو انعام کے مستحق ہوگے۔صحابہ کرام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!ہم اپنے مال کو کہاں خرچ کریں؟اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے احکامات نازل فرمائے؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں کہ وہ کہاں خرچ کریں؟ آپ فرمادیجئے کہ تم جو مال خرچ کرو، وہ والدین، رشتے داروں، یتیموں، مساکین اور مسافروں پر خرچ کرو اور جو نیکی تم کروگے۔اللہ تعالیٰ اس سے بہ خوبی واقف ہے۔''(سورۃ البقرہ)

بلاشبہ، جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں،اللہ ان کے مال میں برکت فرماتے ہوئے اسے کئی گنا بڑھا دیتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اس کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو جس قدر چاہے بڑھا چڑھا کر دولت عطا فرمائے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ایسے سخی اور متقی لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے؟''جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں،اس کی مثال اس دانے جیسی ہے،جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے، بڑھا چڑھا کردے۔اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔(البقرہ)ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے کہ''اپنے اس مختص کردہ مال میں سے ان تمام لوگوں کا حق ادا کردو، جو اس کے مستحق ہیں۔روز قیامت جب تم اللہ کی بارگاہ میں پیش کئے جاؤ گے،تو یہ تمہارے لئے میں اس کی نگاہ میں اس کے باپ،اس کی ماں،اس کے بیٹے اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔(رواہ البخاری ومسلم)صحابۂ کرام کا یہ طرز عمل تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی اپنے چہرے پر مل لیتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ دریافت کی تو صحابہ کرامؓ نے اپنے اس عمل کو اللہ اور اس کے رسول کی محبت بیان کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔جن لوگوں کو اس بات کی خوشی ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ جب بات کریں تو سچ بولیں، جب ان کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس کو اس کے مالک کے حوالے کریں اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں۔(مشکوۃ)ہم جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے دعوے دار بنتے ہیں، کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان تین باتوں پر ہی پوری طرح شعور کے ساتھ عمل کرتے ہیں؟ہم اگر پوری دیانت داری کے ساتھ اپنے گریبان میں جھانکیں تو یہ حقیقت واضح ہوگی کہ ہمارا طرز عمل بحیثیت امت مسلمہ اس کے برعکس ہے۔نہ ہمارے قول وفعل میں کوئی مطابقت رہی ہے، نہ صداقت وحق گوئی ہماری زبان عادی ہے،ہم انفرادی سے اجتماعی سطح تک خیانت اور بددیانتی کے عادی ہوچکے ہیں،اور اسی طرح پڑوسیوں کے حقوق کا کوئی احساس ہے اور نہ بھائی چارے کا کوئی جذبہ موجود ہے۔ہم بحیثیت امت انسانی بنیادی اوصاف سے بھی تہی دامن ہیں۔ہم دیانت داری اور پورے اخلاص کے ساتھ یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے کہ قرآن حکیم کی ہدایات کی روشنی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے تعلق کی حقیقی اساسات اور صحیح بنیادیں کیا ہیں؟ارشاد باری تعالیٰ ہے۔''آپ فرمادیں،اے لوگو!میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول (بن کر آیا)ہوں جس کے لئے تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے،اس کے سوا کوئی معبود نہیں،وہی جلاتا اور مارتا ہے،سو تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لاؤ جو (شان امیت کا حامل) نبی ہے، جو اللہ پر اور اس کے (سارے نازل کردہ) کلاموں پر ایمان رکھتا ہے اور تم انہی کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاسکو۔(اعراف ۱۵۸)

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں واضح ہوگیا کہ انسانی معاشرے کی حقیقی فوز وفلاح اور کامل ہدایت کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع ہی اصل ہے۔بحیثیت مسلمان ہمارا ہر عمل، ہمارا ہر قول، ہمارا رہن سہن، گفتگو، ہماری وضع قطع، ہماری نجی اور اجتماعی زندگی غرض کہ اس دنیا میں شعور وادراک کی سطح پر قدم رکھنے سے لے کر زندگی کی آخری سانس تک اسی کی اتباع ہو جسے اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مانا گیا ہے اور یہ سب اس وقت تک ہو نہیں سکتا جب تک دل کی گہرائیوں میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کامل نہ ہو۔زبانی اقرار کے ساتھ تصدیق بالقلب بھی لازمی ہے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کو اپنے لئے زندگی کا معیار اور رہبر ورہنما بنانا ہماری اسلامی تہذیب وتمدن کی اصل پہچان اور دین کا بنیادی تقاضا ہے اور ہماری یہی شناخت ہمارا رشتہ اپنے اس شاندار ماضی سے استوار کرتی ہے جس پر اس وقت ہماری بداعمالیوں اور فکری وعملی گمراہیوں کی گرد چھایا ہوا ہے۔

ہمارے اس بے مثال ماضی کی صداقت کا اظہار تو غیر مسلم مفکرین اور مورخین نے بھی کیا ہے۔انگریز مورخ ولیم میور نے اپنی تصنیف ''لائف آف محمدؐ'' میں لکھا ہے۔محمدؐ اپنی بات کے واضح کرنے اور دین کے آسان ہونے کے اعتبار سے ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔آپؐ نے اپنے کاموں کو قلیل عرصے میں ایسے مکمل کرکے دکھادیا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ تاریخ نے ایسا کوئی مصلح نہیں دیکھا جس نے اتنے مختصر عرصے میں اس طرز پر دلوں کو بیدار کیا ہو،اخلاق کو زندگی بخشی ہو اور اخلاقی قدروں کو بلند تر کردیا ہو جس طرح پیغمبر اسلام نے کرکے دکھادیا''۔امریکی دانش ور مائیکل ہارٹ نے ان الفاظ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ستائش کی ہے۔''محمد صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ انسانی میں وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے دینی اور دنیاوی دونوں میدانوں میں کامل کامیابی حاصل کی اور سیاسی اور عسکری قائد قرار پائے۔''تعریف تو اصل میں وہی ہوتی ہے جو دشمن کی زبان سے ادا ہو۔یہی سبب ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ رفقاء نے مشرق ومغرب میں نہ صرف اپنی فتوحات کے علم بلند کردیئے؛ بلکہ انسانی نفوس کا تزکیہ بھی کیا اور ان کے کردار اور رویوں میں اخلاق، رہن سہن، باہمی الفت ومحبت اور شفقت ورحمت کو باعث نجات اور جنت کے حصول کا ذریعہ بتلایا۔چنانچہ اللہ فرماتا ہے''پس قرابت داروں، مساکین اور مسافروں کو ان کا حق دو۔یہ ان کے لئے بہتر ہے، جو اللہ تعالیٰ کے دیدار کے طالب ہیں۔اور ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔''(سورۃ الروم) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص نے جنگل میں بادل سے ایک آواز سنی کہ فلاح آدمی کے باغ کو سیراب کرو۔وہ بادل چل پڑا اور اس نے بجری والی زمین پر پانی برسایا۔وہاں کے نالوں میں سے ایک نالہ بھر گیا۔وہ نالے کا پانی، جب آگے کی طرف بڑھا،تو وہ شخص اس پانی کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔پانی جہاں پہنچا، وہاں ایک شخص باغ میں کھڑا اپنے پھاؤڑے سے پانی کو ادھر ادھر کررہا تھا۔اس شخص نے باغ والے سے پوچھا، اے اللہ کے بندے!تمہارا نام کیا ہے؟''اس نے اپنا وہی نام بتایا، جو اس نے بادل سے سنا تھا۔اس شخص نے پوچھا اے اللہ کے بندے!تم نے میرا نام کیوں پوچھا؟اس نے کہا، بات یہ ہے کہ جس بادل نے اس باغ میں پانی برسایا ہے، میں نے اس بادل سے یہ آواز سنی تھی کہ فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کرو، اس آواز نے تمہارا نام لیا تھا۔تم اس باغ میں کیا کرتے ہو؟اس نے کہا کہ اب جب تم نے یہ پوچھا ہے تو سنو۔میں اس باغ کی پیداوار پر نظر رکھتا ہوں اور اس کی پیداوار کے ایک تہائی سے میں اور میرے اہل وعیال کھاتے ہیں اور ایک تہائی غریب، مساکین، سائلوں اور مسافروں پر خرچ کردیتا ہوں اور ایک تہائی اس باغ پر خرچ کرتا ہوں۔(صحیح مسلم)

اس حدیث مبارکہ میں ان لوگوں کے لئے خوش خبری ہے کہ جو اپنی دولت کا کچھ حصہ غریب غربا پر خرچ کرتے ہیں اور جو اپنی دولت کو چھپا کر رکھتے ہیں، ان کے لئے سبق ہے۔اگر اپنی دولت کو غریبوں پر خرچ کروگے،تو اللہ غیب سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں وہاں سے رزق عطا فرمائے گا کہ جس کے بارے میں تم نے سوچا بھی نہ ہوگا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غریب غربا کی امداد کی فضیلت بیان کرنے کے علاوہ مفلسی اور غربت کی فضیلت بھی واضح فرمائی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ مفلس محتاج اور مجبور لوگ، جو اپنی مفلسی اور محرومی کو صبر وشکر سے برداشت کرتے ہیں اور نیکی پر قائم رہتے ہیں، اللہ کے یہاں بڑے اجر کے مستحق ہیں اور وہ جنت میں پہلے داخل ہونے والوں میں ہوں گے۔حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غریب مہاجرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے فقرائے مہاجرین کی جماعت!خوش ہوجاؤ۔اس نور کامل کے باعث (جو تمہیں) قیامت کے دن ملے گا تم دولت مندوں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہوگے اور وہ (آدھا دن بھی) پانچ سو سال کا ہوگا۔(سنن ابی داؤد)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اگر اللہ نے آپ کو مال ودولت کی نعمت سے نوازا ہے تو محتاجوں، پریشان حال انسانوں اور ضرورت مندوں پر خرچ کیجئے،اس کی وجہ سے اللہ آپ کے مال میں برکت عطا کریں گے اور مزید نعمتوں سے نوازیں گے۔

بقیہ صفحہ اول

ہندوستان میں اس نظریے کو زمین پر اتارنے کا کام مولانا عبدالرحیم مجددی نقشبندی نے جے پور میں جامعۃ الہدایۃ کے نام سے کیا اور درسی نصاب کے ساتھ ٹیکنیکل تعلیم کو جوڑا، یہ ادارہ بھی چل رہا ہے اور اس حوالہ سے اپنی شناخت رکھتا ہے، ہندوستان کے بعض علماء جن کی سوچ علم کی اکائی والی ہے، انہوں نے نصابی اعتبار سے ان دونوں کے الگ الگ ادارے اپنے احاطے میں قائم کیے اور دونوں چل بھی رہے ہیں، یہ طریقہ بہتر ہے کہ نصاب کو خلط ملط نہ کیا جائے، لیکن طلبہ کو دوسرے علوم میں ترقی کے مواقع فراہم کرائے جائیں کہ یہ بھی ایک ضرورت ہے کیوں کہ فقر ومحتاجی جو اضطراری ہو وہ ایمان ویقین تک کی تبدیلی کا سبب بن جاتا ہے۔

جب ان تمام تعلیمی نظریات کو میں دیکھتا اور غور کرتا ہوں تو مجھے حافظ محمد احمد صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند یاد آتے ہیں، جن کو نظام حیدرآباد نے یہ پیش کش کی تھی کہ اگر دارالعلوم اپنے نصاب میں انگریزی کو شامل کرلے تو وہاں کے فارغین کے لیے عدالت میں کام کے مواقع مل جائیں گے اور ریاست انہیں عدالتوں میں بحال کرے گی، حافظ محمد احمد صاحبؒ نے فرمایا: میں اکیلا ذمہ دار نہیں ہوں، مشورہ کے بعد بتاؤں گا دیوبند لوٹ کر سرپرستوں سے مشورہ ہوا تو فرمایا کہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ ہم تو اسی لیے پڑھاتے ہیں کہ یہ صرف دین کے کام کریں، دوسری طرف تاک جھانک نہ کریں، یہ اس وقت کی بات ہے، اگر نظام حیدرآباد نے یہ کہا ہوتا کہ انگریزی سیکھ کر یہ دعوت کے کام کو بڑے پیمانے پر کرسکیں گے تو شاید جواب وہ نہیں ہوتا، جو معاش کے حوالہ سے دینا پڑا، انگریزی اب دارالعلوم کے نصاب کا حصہ ہے بلکہ اس میں تخصص بھی فراغت کے بعد طلبہ کررہے ہیں، اور یہ اس سوچ کے ساتھ کیا جارہا ہے کہ انگریزی اور عربی میں مہارت کے بعد دعوت دین کا میدان وسیع ہوجاتا ہے اور کسی بھی ملک میں دعوت وتبلیغ کے فرائض انجام دینا ممکن ہے۔

دوسرا واقعہ معاشیات کے باوا آدم اسمتھ کا ہے جب اس نے تعلیم کی تعریف روٹی اور پنیر (Bred & Battar) سے کیا تو ساری علمی دنیا اس پر ٹوٹ پڑی، آج بھی معاشیات کی کتابوں میں اس تعریف کی وجہ سے اس کی تحقیر، تذلیل اور تعریف کو صحیح نہیں قرار دینے کے واقعات مل جائیں گے، آخر میں مولانا ابوالکلام آزاد کی وہ تقریر جو انہوں نے کولکاتہ کی ناخدا مسجد میں ایک تقریب کے موقع سے کی تھی، فرمایا تھا: ''یہ جو تعلیمی ادارے طلبہ سے بھرے نظر آتے ہیں، یہ تشنگان علوم نہیں ہیں، یہ وہ لوگ ہیں، جنہیں یہ بتایا گیا ہے کاغذ کا یہ ٹکڑہ تمہیں روٹی کے دو ٹکڑے اور شوربے کا ایک پیالہ دے سکتا ہے''۔

Scanned with CamScanner

عہد حاضر کی بے چینی کا حل اسلام میں ملتاہے

ڈاکٹر سید فضل اللہ قادری

دور حاضر کی بے چینی ایک اشاریہ ہے کسی علاج کی طرف، سنت الٰہیہ میں کوئی تغیر وتبدل نہیں قانون قدرت یکساں طور پر ہمیشہ جلوہ گری سے ہم کنار رہا ہے خواہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کا زمانہ ہو یا پیغمبران ذوالقدر کا یا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ جب خدا کے قائم کردہ قوانین سے بغاوت کی جاتی ہے تو فساد رونما ہوتا ہے اور ہر قرن میں ایسا ہوتا چلا آیا ہے۔ خداوند قدوس اپنے برگزیدہ بندوں کو متعین فرماتا ہے جو علاج تجویز کرتے ہیں اور فطرت انسانی کو دعوت حق کی طرف بلاتے ہیں اور پیکر علم وعمل بن کر رہنمائی کرتے ہیں۔

ماضی کی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو صاف نظر آئے گا کہ اس فرش خاکی پر رہنے والی قومیں فساد کا شکار ہوتی رہی ہیں، اور رب الناس کی کریمی برابر ساتھ دیتی رہی۔ کیا یونان، فراعنہ مصر، کلداتی، رومی، بنی اسرائیل، کفار مکہ، آریہ ورت، منگول کی مثالیں اسے واضح نہیں کرتیں۔ جو قوم محبوب فطرت بنی اس کا بول بالا رہا، جس نے سرکشی کی، نفس کے تابع ہوئی وہ برباد ہوئی اور یہی سنت اس وقت بھی جاری اور ساری ہے۔

عہد حاضر کی بے چینی ایک علامت ہے اس بات کی کہ اس کو نظام صالح کی تلاش ہے جو ہر گوشۂ زندگی میں رہبر بن سکے جو حقائق زندگی کو اپنانے کی صلاحیت پیدا کر دے۔ اگر موازنہ کیا جائے تو اسلام کی ہمہ گیری اور فطرت انسانی کی آبیاری اس سے زیادہ ادیان عالم میں کہیں نہیں پائی جاتی ہے۔ جب ہم ادیان دیگر کا تذکرہ کرتے ہیں تو عیسائیت، یہودیت، ہندویت، بدھ مت، آتش پرست غرض کہ ان کا تصور قائم ہوتا ہے اس سے کسی کو انکار نہیں کہ انکی افادیت بہ نقطہ دیگر ان کی قیادت پر انسان نظام حیات کا محل تو تعمیر کرسکتا ہے مگر یہ عارضی جلوہ نمائی ہوگی کیوں کہ جب اصول ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں تو فقط اسی کو پائداری ہوتی ہے جو فطرت انسانی کو سنوارے اور راہ حق پر لگائے۔

جب ہم اکیسویں صدی کے ماحول پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو تاریخ کا وہ دور یاد آتا ہے جس کی طوفان خیزی اور ہولنا کی اس وقت سے کم نہ تھی مگر رحمت ایزدی جوش میں آئی تھی اور حضرت جبریل علیہ السلام خدا کا پیغام لیکر آیا کرتے تھے، وہ ابدی پیغام حق ساری دنیا کے لیے نور بن کر آیا تھا جو سسکتی اور کراہتی ہوئی انسانیت کو نجات دینے کے لیے آیا تھا۔ وہ پیغام جس نے نظام باطل کو پاش پاش کر دیا تھا۔ ہاں! وہی سرمدی پیغام جس میں تنہا دنیا و آخرت کی کامیابی اور نجات کی صلاحیت تھی اور رہتی دنیا تک رہے گی جس میں انسان کے دل کو اطمینان، دماغ کو راحت وسکون اور نظر کو روشنی بخشنے کی استطاعت ہے جو انسان کے زخموں کو مندمل کرنے کے لیے واحد مرہم ہے۔

قبل اس کے کہ یہ جائزہ پیش کیا جائے بے چینیوں کا حل صرف تعلیمات اسلام قرآن وحدیث اور سیرت رسول میں ہی ملتا ہے۔ اس بات کا جائزہ ہی پیش کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ دنیا میں اور بھی ادیان موجود ہیں جس کو بزعم خود اپنی حقانیت کا دعویٰ ہے۔ آخر وہ کیوں میدان عمل میں نہیں آرہے ہیں جب کہ دنیا کو سخت ضرورت ہے ایک ریفارمر کی، دنیا کو ضرورت ہے ایک مکمل ترین مذہب کی جو ان کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکے۔ عیسائیت ونصرانیت کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو بے جا نہ ہوگا، کیوں کہ یہ مذاہب ہمیشہ اپنی حقانیت کے امتیازی راگ الاپتے آئے ہیں۔ اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ عیسائیت اپنی اصل شکل میں برحق۔ لیکن ان کے ماننے والوں کے ہاتھوں اس کے اندر اس قدر تحریفات کی گئی کہ وہ بالکل مسخ ہوکر گئی۔ خود مسیح علیہ السلام، عفت و پاکبازی، رحم وکرم اور رواداری کے پیکر اور اس کے داعی بن کر آئے تھے، علامہ شبلیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح کے مکتب درس میں صرف تحمل، صلح، قناعت وتواضع کی تعلیم ہوتی تھی، حکومت وفرمانبرداری کیلئے جو فضائل اخلاق درکار ہیں، مسیحی تعلیم کی بیاض میں ان سطروں کی جگہ خالی ہے۔''

سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی زندگی کا کوئی خاکہ اور عدل ومساوات کا کوئی جامع قانون پیش کر سکے۔ مسیحیت نے تعلیم دی تھی صرف روحانی صفائی، اخلاق کی پاکیزگی، قلب وضمیر کی صفائی چنانچہ اس کا اصول یہ تھا کہ اگر تم کوئی ایک رخسار پر مارے تو دوسرا بھی پیش کردو۔ لیکن جب ان کے پیروکار اقوام نے دیکھا کہ یہ مذہب عملی زندگی کے ساتھ تو کچھ موزوں ومناسب نہیں ہے تو اس میں انھوں نے تحریف شروع کردی اور نظریہ یہ بنایا کہ ہر مذہب صرف بندے اور اللہ کے درمیان تعلق کا نام ہے۔ اس نظریہ کی بنا پر انسان کا معاشرتی واقتصادی نظام، جنسی انارکی، روحانی واخلاقی انتشار کا شکار ہوگیا جس مذہب کی یہ حالت ہو وہ دوسروں کی رہنمائی کیا کرسکتا ہے؟ وہ خود محتاج ہے، ایک مصلح کا۔ یہودیت اپنے وجود کی آخری منزلوں میں ہے اور بہ قول علامہ شبلیؒ ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اوراق تعلیم میں عفو عام کے صفحے خالی ہیں اس بنا پر ہر نئے قدم پر ایک رہنما کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔'' ان کا نظریہ یہ ہے کہ جو یہودی نہیں وہ انسان نہیں۔ یہ جاہلانہ، متعصبانہ، سفاکانہ و بے رحمانہ اور غیر حقیقت پسندانہ طریقہ، دور حاضر کے اضطراب و بے چینی کا کیا علاج کرسکتا ہے۔ عالمی اضطراب و بے قراری کو کس طرح دور کرسکتا ہے؟ ایک نبی برحق کی تعلیمات کو ان کے ماننے والوں نے کس طرح مسخ کر دیا کہ وہ خود آج ایک رہنما کا محتاج بن کر رہ گیا ہے۔

ہندوستان کے قدیم مذاہب میں بدھ مت کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے مگر اس کا اخلاقی اور اعتقادی حال بھی دوسرے مذاہب سے کچھ مختلف نہیں ہے۔ وہ بھی اپنی حقیقت و وجود کو گم کر چکا ہے بلکہ غلط عقائد کی وجہ سے گوتم بدھ کی اخلاقی اور روحانی تعلیم پر ظلمت وضلالت کا پردہ پڑ چکا ہے اور ان لوگوں نے خانقاہوں، گوپھاؤں میں مذہبی اقدار اور روحانی تعلیمات کو محصور کرلیا ہے۔ یہی حال برہمنیت کا تھا انسان، انسان کے ظلم وجور کا شکار تھا، دیومالائی تہذیب نے انسانیت کا جامہ تار تار کر دیا تھا۔ شرم حیا اور عفت و پاک دامنی کی باتیں اذکار رفتہ ہوچکی تھیں۔ دنیائے انسانیت خود اپنے ہاتھوں تباہ و برباد ہو رہی تھی، قشاوت قلبی، سنگ دلی، عدوانی، سرکشی، بدی و بدکاری، عریانی و بے حیائی کا دور دورہ تھا اور ہر ہر قدم پر ایک نیا مسئلہ اپنی کھوکھلی حقیقت کے ساتھ پیدا ہو رہا تھا۔ اس موقع پر انسانیت کی رہنمائی کے لیے اسلام آیا اور تعلیمات پیغمبر اسلام کے دور کی ابتدا ہوئی۔ علامہ شبلیؒ اس موقع پر لکھتے ہیں: ''عالم انسان اپنی تکمیل کے لیے ہمیشہ ایسے جامع کامل کا محتاج رہا جو صاحب شمشیر دنگیں بھی ہو اور گوشہ نشیں بھی ہو، بادشاہ کشور کشا بھی اور فرماں روائے جہاں بھی ہو، مفلس وقانع بھی بھی ہو، غنی اور دریا دل بھی ہو۔ یہ برزخ کامل، یہ ہستی جامع، یہ صحیفہ یزدانی عالم کون کی آخری معراج ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُم...... اور پیغمبر اسلام ساری دنیا کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِینَ کی آیت قرآنی سے ہویدا ہے۔

نہ تھے جو خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

اسلام ایک مکمل مذہب ہے، اس نے کہنے سے زیادہ عمل کی ترغیب دی ہے، اس نے ایسی گفتار کو قابل گرفت قرار دیا ہے جس کے پس پردہ کوئی کردار بروئے کار نہ ہو، جیسے ''یَاَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ''

اسلام نے جہاں روزہ، نماز، زکوۃ، حج، اخلاق وکردار اور دیگر مسائل پر روشنی ڈالی ہے، وہیں اس نے اقتصادی، معاشی، سماجی، سیاسی، معاشرتی، روحانی اور جہاں بانی کے اصول سے بھی دنیا کو روشناس کرایا ہے۔ نظام عدل قائم کرنے کے طریقوں پر روشنی ڈالی۔

اسلام ایک آفاقی اور عالمگیر مذہب ہے اس لیے زندگی کا کوئی گوشہ اس کی رہنمائی اور رہبری سے تشنہ نہیں ہے۔ اس کا نظام حیات مکمل اور شعبہ ہائے حیات کے لیے محیط ہے۔ اس کا نظام عادلانہ، اس کے فیصلے مساویانہ، اس کے احکام منصفانہ اور اس کا قانون مشفقانہ، اسلام سیاست و جہاں بانی کو دین وآخرت کا تابع قرار دیتا ہے۔ اس کا فلسفہ ہے۔

جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشہ ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

آج ترقی یافتہ دنیا اس کے مصداق بن کر رہ گئی ہے اور بالخصوص وہ ملک جو ہمارا وطن عزیز ہے سیاسی، معاشی، معاشرتی ہر محاذ پر ہم اس کے برعکس راستہ پر چل پڑے ہیں جس کے تشویشناک نتائج سامنے آرہے ہیں اور آئندہ آنے والے دنوں میں بھی اس میں اصلاح کی امید نظر نہیں آرہی ہے اور اب تو بدعنوانیوں کا ایک سیلاب آیا ہوا ہے۔ اسلامی نظام حیات پر یقین وایمان رکھنے والوں کی ذمہ داریاں کچھ زیادہ بڑھ گئی ہیں۔

تمام مذاہب، تمام تحریکات وتنظیمات جس سے روحانیت فنا ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ ظلم وجبر، شر وفساد کو جنم دیتی ہیں۔ آج جدید تحریکیں کام کررہی ہیں، تلاش امن، معاشی اصلاح، اقتصادی ومعاشرتی مسائل کا حل کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ یہ ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ یہ تو امن کو درہم برہم کر کے امن کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے ویت نامیوں، فلسطینیوں، سوڈانیوں، بوسنیائیوں، افغانیوں، چیچانیوں، ازبکستانیوں وغیرہ کے ساتھ مظالم کیے اور کررہے ہیں۔ وحشت وبربریت کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ کوئی ان سے سوال کرے کہ کیا اسی کا نام حصول امن ہے اور ستم ظریفی تو یہ کہ وہ خود کو انسانیت کی فلاح کا ضامن کہتے ہیں، حالاں کہ واقعہ یہ ہے کہ یہ سب سے بڑے فریب کار، امن وآشتی کو درہم برہم کرنے والے ہیں۔ انسانی حقوق کو پامال کرنے والے ہیں۔ یہی وہ گروہ ہے جس نے انسانوں کے خون سے اپنے دامن داغ دار کیے۔ تاریخ عالم کے اوراق کو داغ دار کیا اور ان کا یہ کھیل ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔ علامہ اقبالؔ نے ان کے متعلق کہا

یہی آدم ہے سُلطاں بحر و بَر کا
کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا
نہ خود بیں، نَے خدا بیں نے جہاں بیں
یہی شہکار ہے تیرے ہُنر کا!

اسلام کائنات میں سروری اور سرداری کا حق صرف خدا کو دیتا ہے اور انسانوں کو زمین کا خلیفہ قرار دیتا ہے۔ لیکن آج کی ترقی یافتہ دنیا مارکس کو خدا مانتی ہے۔ ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو نجات دہند تسلیم کرتی ہے۔ یورپ کے بنائے ہوئے صولوں پر لبیک کہتی ہے۔ انسانی ذہنوں کی پیدا ضابطہ حیات کو ہی تسلیم کر رہی ہے۔ علامہ اقبالؔ نے کہا

سروری زیبا فقط اس ذات بےہمتا کو ہے
حکمراں ہے ایک وہی باقی بتان آزادی

Scanned with CamScanner

اسلام کی ابتدائی تربیت گاہیں

ڈاکٹر محمد مظہر حسین

اگر یہ سوال کیا جائے کہ دنیا کی سب سے بڑی نعمت کیا ہے؟ تو اس کا ایک ہی جواب ہوگا اور وہ ہے ''علم وعقل''۔ قرآن نے علم وعقل کو سب سے افضل نعمت قرار دیا ہے۔ بار بار علم وعقل سے کام لینے پر زور دیا گیا ہے۔ جوانسان اپنی عقل سے کام نہیں لیتا اُسے جانور سے بھی بدتر اور گمراہ قرار دیا گیا ہے۔ تعلیم کی اصل خوبی یہ ہے کہ وہ طلباء کے ذہن میں احتساب نفس کا مادہ پیدا کرے اور اُنہیں اچھے اور بُرے، جائز، وناجائز، سچ اور جھوٹ، شرافت وکمینگی میں تمیز کرنا سکھائے۔ عبادت کا ثواب علم کی کمی وزیادتی کے بقدر دیا جائے گا (بیہقی)۔

تعلیم وتربیت دو چیزیں ہیں۔ تعلیم سے علم وفن میں اضافہ ہوتا ہے اور تربیت سے اخلاق وکردار بنتے ہیں۔ انسان کی شناخت کا بنیادی پہلو اس کا علم وفن نہیں بلکہ اخلاق وکردار ہوتا ہے۔ اس کی حقیقی عظمت کا یقین اس کے معاملات، طور طریقوں اور زندگی کی خارجی کیفیتوں اور عملی مظاہرے سے ہوتا ہے۔ اگر کسی کے پاس ڈھیروں علم ہو لیکن اس کے اخلاق وکردار، انداز واطوار، عادات وخصائل اسلام کے اصولوں کے مطابق نہیں ہیں تو ایسا شخص علم وفن کے انتہائی بلند ترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود محرومیوں کے اندھیرے غاروں میں پھر رہا ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق قرآن اچھی مثال پیش کرتا ہے۔ ''جن لوگوں کو توراۃ کا حامل بنایا گیا پھر وہ اس کا بار نہ اُٹھا سکے، ان کی مثال ایسی ہے جیسے گدھے پر کتابیں لدی ہوں''۔ ہمارے مذہبی معاشرے کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ یہ حصول علم ہی کو سب سے بڑی کامیابی تصور کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت مفت میں حاصل ہوجائے گی۔ جبکہ قرآن میں ''علم وتعلیم'' کے ساتھ تذکیر وتزکیہ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ اخلاق وکردار کے ذیل میں تربیت کا تذکرہ اس لئے کیا جارہا ہے کہ دراصل اسی کے بطن سے اخلاق وکردار جنم لیتے ہیں، تواضع وانکساری کی نمود ہوتی ہے اور زندگی کے عملی مظاہر کے اُٹھان کا رُخ متعین ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ تعلیم وتعلم روز اول ہی سے ہر انسان کی بنیادی ضرورت رہی ہے۔ اس کے بغیر زندگی ادھوری اور لاحاصل ہے۔ اسلام کا پہلا حکم ہی تحصیل علم پر مبنی ہے۔ اس ضمن میں یہاں اسلام کی ابتدائی تربیت گاہوں کا ذکر لازمی معلوم ہوتا ہے۔

مکہ میں سب سے پہلا تعلیمی وتربیتی مرکز ''دارارقم'' تھا۔ یہ مکان حضرت ارقم بن ابی الارقم کا تھا اور کوہ صفا کے دامن میں واقع تھا۔ رسول اللہؐ تین سالوں تک یہاں اشاعت اسلام اور نومسلموں کی تربیت کا کام انجام دیتے رہے۔ اس کے قبل حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا مکان اسلام کی پہلی تربیت گاہ کہی جاسکتی ہے۔ ایک اور درسگاہ شعب ابی طالب تھی جہاں تین سالوں تک رسول اللہؐ اور آپ کے صحابہ سماجی بائکاٹ کا شکار ہوکر محصور رہے۔ مکہ مکرمہ میں اسلام کی ان تین ابتدائی تربیت گاہوں کے بعد مدینہ منورہ کا نمبر آتا ہے۔ جہاں کے بعض شہری اسلام قبول کرکے اپنی تعلیم وتربیت کیلئے حضرت مصعب بن عمیر کو مدینہ لے گئے اور حضرت ابوامامہ اسد بن زرارہ نے مدینہ کے پہلے مکتب کے لئے اپنا مکان پیش کیا۔ ہجرت کے بعد خود رسول اللہؐ نے مدینہ میں آٹھ۔ دس ماہ تک حضرت ابوایوب انصاری کے مکان پر قیام فرمایا جو مدینہ کی دوسری تربیت گاہ شمار کی جاسکتی ہے۔ حضور اکرمؐ خود مدینہ میں ناخواندگی دور کرنے کی مہم کی ذاتی طور پر نگرانی فرماتے تھے۔ اس سلسلے میں آپؐ نے حضرت سعد بن العاص کا تقرر فرمایا کہ وہ لوگوں کو لکھنے پڑھنے کی تعلیم دیں۔ یہ نہایت خوش خط تھے اور ان کو ''معلم حکمت'' کا لقب دیا گیا تھا۔ بعد میں حضور اکرمؐ نے مدینہ میں مسجد نبوی کی بنیاد رکھی اور اس کے شمالی گوشہ میں ایک چبوترہ بنوایا جس پر صرف ایک سائبان تھا۔ یہ چبوترہ ''صُفّہ'' کہلایا اور یہاں قیام کرنے والے غریب وناچار لوگ ''اصحاب صُفّہ'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ چبوترہ ان کے لئے مدرسہ کا کام دیتا تھا اور رات کو دارالاقامہ بن جاتا تھا۔ صُفّہ پر تقریباً ۷۰ طلباء تحصیل علم میں مصروف رہتے تھے اور اس سے فارغ صحابہ کی تعداد کو مُحدّثین ایک سو بیان کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ پوری مسجد نبوی ایک ایسی تعلیم گاہ کی حیثیت رکھتی تھی جہاں دینی ودنیاوی تعلیم دی جاتی تھی۔ آج بھی وہی حیثیت برقرار ہے۔ اصحاب صُفّہ کی تعلیم وتربیت حضرت ابوہریرہؓ کے سپرد تھی اور ان کے علاوہ حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت بھی یہاں درس دیا کرتے تھے۔ اس طرح اسلام کی سب سے پہلی باضابطہ درسگاہ مسجد نبوی اور سب سے پہلا اقامتی مدرسہ صُفّہ تھا۔

سنہ ۲ھ میں جنگ بدر کے موقع پر بہت سے قیدی گرفتار ہوکر آئے تو رسول اللہؐ نے ان کی رہائی کی ایک صورت یہ تجویز کی کہ ہر ایک قیدی کسی مسلمان کو لکھنا پڑھنا سکھادے۔ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کو نبی اکرمؐ نے ملک یمن میں اسلامی تعلیم کیلئے معمور کیا۔ حضورؐ کے عہد میں علم کا مرجع آپ کی ذات مبارکہ تھی لیکن آپ کی حیات ہی میں صحابہ کرام تعلیم کی خدمت انجام دینے لگے تھے اور جو قبائل دائرۂ اسلام میں داخل ہوجاتے دربار رسالت سے ان کی تعلیم وتلقین کیلئے ذمہ دار اصحاب کو روانہ کیا جاتا اور اُنہیں ہدایت دی جاتی تھی کہ ''جو تم نے سیکھا ہے اُنہیں بھی جاکر سکھاؤ۔'' اُسی دور میں تعلیم کے ساتھ خوش نویسی کا بھی ذوق پیدا ہوا۔ چنانچہ کتاب وحی، صلح وجنگ کے معاہدے، دعوت اسلام کے خطوط اور دیگر معاملات واحکام کی کتابت کرائی گئی۔ اس طرح دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ تحریر کی جانب بھی توجہ مبذول ہوئی۔ آپؐ نے اپنی حیات میں علم کا ذوق اس قدر عام فرمایا کہ اونٹوں کے چُرانے والے بدو آگے چل کر صاحب کمال عالم، فاضل، منتظم اور ماہر بنے، دنیا کی قیادت ان کے ہاتھوں میں آئی۔ اسلام کے ابتدائی عہد میں خواتین کی تعلیم کا پہلا مرکز حضرت عائشہؓ کا حجرہ تھا اور ہفتہ میں ایک دن حضور پاک سبھی عورتوں کے خصوصی مجمع کو خطاب فرماتے تھے۔ حج کے موقعہ پر پہاڑوں کے دامن میں حضرت عائشہؓ کا خیمہ نصب ہوتا اور دور دراز سے آنے والی خواتین ان سے استفادہ کرتیں۔ ویسے خواتین میں سب سے زیادہ پڑھی لکھی ام المومنین حضرت حفصہؓ تھیں جن کے پاس حضرت ابوبکرؓ نے مکمل قرآن کا نسخہ بھی محفوظ کردیا تھا۔ حضرت علی بن ذرعہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے وفات کے وقت ایک لاکھ ایسے اصحاب کو چھوڑا تھا جو عالم ہونے کے ساتھ باقاعدہ حضورؐ کی احادیث لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔ ان میں مرد اور عورتیں دونوں شامل تھیں۔

تعلیم انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ دنیا میں وہی قومیں سرخرو ہوتی ہیں جن کا رشتہ تعلیم سے استوار ہوتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ پہلے اپنے بچے اور بچیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرائیں پھر چاہئیں تو وہ اُنہیں عصری تعلیم بھی دلواسکتے ہیں۔ نبی آخرالزماںؐ نے فرمایا کہ ''طلب العلم'' یعنی دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے''۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت کا اولین فریضہ ہے۔ دینی تعلیم حاصل کئے بغیر انسانی زندگی بالکل ہی بے کار اور ناکارہ ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ ''تم میں بہتر وہ انسان ہے جو خود قرآن کی تعلیم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ مسلمانوں میں تعلیم کے تئیں بیداری لانا مدارس کی عصری معنویت پر زور دینا ہماری ذمہ داری ہے۔ مدارس کے اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اپنے متعلقہ مدارس کے تعلیمی معیار میں عمدگی لائیں۔ بچوں میں علم وعمل کے تئیں خواندگی پیدا کریں تاکہ آج کے مدارس کے بچے کل کو بہتر سماج کی تشکیل میں اپنا رول ادا کرسکیں۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۴۷/۲۲۳۰/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ آزادنگر ڈھاکہ، مشرقی چمپارن)

تبسم آرا بنت نیک محمد مرحوم، مقام لہن ڈھاکہ، ڈاکخانہ وتھانہ ڈھاکہ، ضلع مشرقی چمپارن۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

ضیاء الحق ولد نور محمد مرحوم، مقام لہن ڈھاکہ ڈاکخانہ وتھانہ ڈھاکہ، ضلع مشرقی چمپارن۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ آزادنگر، ڈھاکہ، مشرقی چمپارن میں عرصہ چار سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور نو سال سے نان ونفقہ، نیز دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کی درخواست دی ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۸/جمادی الاولی ۱۴۴۶ھ مطابق ۱/دسمبر ۲۰۲۴ء روز اتوار پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۱/۱۲۳/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ پوہدی بیلا، دربھنگہ)

حنا خاتون بنت محمد رمضانی انصاری مقام منخر ڈاکخانہ ہرسنگھ بلاک علی نگر ضلع دربھنگہ۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد شمیر الدین انصاری ولد محمد غیاث الدین انصاری، مقام برداہا، ڈاکخانہ بورام، بلاک گورا بورام، ضلع دربھنگہ۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں فریق اول نے آپ کے خلاف تقریباً دو سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناپر دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اشرفیہ عربیہ پوہدی بیلا، دربھنگہ میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں، اور آئندہ تاریخ سماعت ۲/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۶ھ مطابق ۴/دسمبر ۲۰۲۴ء روز بدھ پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۰۲/۲۶۲۷۶/۱۴۴۶ھ

شاہین پروین بنت شہباز عالم، مقام سنگھاڑا وارڈ نمبر ۱/ڈاکخانہ سنگھاڑا، پٹنہ۔۔۔فریق اول

بنام

تمنا عالم ولد شمشاد عالم، مقام عین خان، ڈاکخانہ عین خان، ضلع پٹنہ۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۰/جمادی الاولی ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳/نومبر ۲۰۲۴ء روز سنیچر کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۵۴/۸۲۳۹/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ کشن گنج)

گلابی بیگم بنت ضیاء الحق، مقام سمیسر وارڈ نمبر ۱۱/ڈاکخانہ سمیسر ہاٹ، تھانہ بہادر گنج، ضلع کشن گنج، پن 855101۔فریق اول

بنام

نوید عالم ولد لوٹن علی، مقام التاباڑی کھرسان ٹولی، ڈاکخانہ گانگی ہاٹ، تھانہ بہادر گنج، ضلع کشن گنج، پن 855107۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف تقریباً ڈیڑھ سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناپر دارالقضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ کشن گنج میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۶ھ مطابق ۵/دسمبر ۲۰۲۴ء روز جمعرات پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

طب وصحت

مکئی ایک صحت مند غذا

مکئی، ایک اہم غذا جس سے دنیا بھر کے لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں، نہ صرف مزیدار ہے بلکہ غذائی اجزاء سے بھی بھرپور ہے۔مکئی ایک ایسا اناج ہے جو بہت سے کھانوں کی بنیاد بناتا ہے، جیسے سلاد، کارن بریڈ اور پاپ کارن۔لیکن اس کے ذائقہ اور موافقت کے علاوہ، مکئی حیرت انگیز تعداد میں صحت کے فوائد پیش کرتی ہے۔

مکئی میں موجود غذائیت: Carbohydrates: توانائی کا ایک بڑا ذریعہ، مکئی کے carbohydrates آہستہ آہستہ خارج ہوتے ہیں، جو خون میں شکر کے اضافے کو روکتے ہیں۔

پروٹین: مکئی پروٹین کا بھرپور ذریعہ ہے، پودوں پر مبنی پروٹین پیش کرتا ہے جو پٹھوں کی دیکھ بھال اور مجموعی صحت میں حصہ ڈالتا ہے۔

فائبر: مکئی dietary fibers سے بھرپور ہوتی ہے، جو ہاضمے کی صحت کو سہارا دیتی ہے، خون میں شکر کی سطح کو منظم کرنے میں مدد دیتی ہے، اور وزن کے انتظام میں مدد کرسکتی ہے۔

وٹامنز: مکئی میں قوت مدافعت کے لیے وٹامن سی اور توانائی اور دماغی صحت کے لیے وٹامن بی ہوتا ہے۔ Minerals: مکئی میں Magnesium، phosphorus، اور manganese جیسے ضروری معدنیات ہڈیوں کی صحت اور توانائی کی پیداوار میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

مکئی میں موجود صحت کے فوائد: مکئی کی غذائی ترکیب بہت سے صحت کے فوائد پیش کرتی ہے:

ہاضمہ صحت: مکئی میں موجود فائبر صحت مند آنتوں کے bacteria کی افزائش کو فروغ دے کر ہاضمے میں مدد کرتا ہے، جو قبض کو روکنے میں مدد کرتا ہے اور صحت مند نظام انہضام کی حمایت کرتا ہے۔

دل کی صحت: مکئی میں cholesterol کی مقدار کم ہوتی ہے اور غذائی ریشہ سے بھرپور ہوتا ہے، جو جسم میں bad کولیسٹرول کی سطح کو کم کرکے دل کی بیماریوں کے خطرے کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے۔

آنکھوں کی صحت: زرد مکئی خاص طور پر antioxidants جیسے lutein اور zeaxanthin سے بھرپور ہوتی ہے، جو آنکھوں کو نیلی روشنی سے ہونے والے نقصان سے بچاتے ہیں اور موتیا بند اور عمر سے متعلق degeneration کے خطرے کو کم کرسکتے ہیں۔

صحت مند وزن: مکئی پر مبنی غذائیں، خاص طور پر پوری مکئی اور پاپکارن، ان کے فائبر مواد کی وجہ سے پیٹ بھر سکتی ہیں، جس سے زیادہ کھانے کو روکنے میں مدد ملتی ہے۔یہ انہیں ان لوگوں کے لیے موزوں بناتا ہے جو صحت مند وزن برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔اپنے کھانے میں مکئی کو شامل کرنے کے بہت سے طریقے ہیں: مکئی کے دانے سلاد، سوپ میں شامل کریں تاکہ مٹھاس اور غذائیت میں اضافہ ہو۔مکئی کے آٹے کی روٹی کا استعمال کریں۔ایک صحت مند، تسلی بخش ناشتے کے طور پر ابلے مکئی کے دانوں سے لطف اٹھائیں۔ gluten free bread، muffin یا pancakes بنانے کے لیے baking میں مکئی کا استعمال کریں، مکئی ضروری غذائی اجزاء سے بھرے ہوتے ہیں اور صحت کے کئی فوائد پیش کرتے ہیں۔ ہاضمے کو بہتر بنانے سے لے کر دل اور آنکھوں کی صحت کو سہارا دینے تک، مکئی ایک ورسٹائل اور غذائیت سے بھرپور غذا ہے جو متوازن غذا میں فٹ ہوسکتی ہے۔صحت بخش غذائیت کو بڑھانے کے لیے اپنے کھانے میں مکئی پر مبنی مزید پکوان شامل کرنے پر غور کریں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

بہار میں 24000 فرضی اساتذہ کی جاسکتی ہے ملازمت: محکمہ تعلیم

بہار میں 24 ہزار اساتذہ کی ملازمت خطرے میں ہے۔کئی اساتذہ کے سرٹیفکیٹ تو پہلی ہی تفتیش میں جعلی پائے گئے ہیں۔اب ایسے سرٹیفیکٹ کی دوبارہ جانچ پڑتال کی جائے گی۔ حالانکہ مجموعی طور پر تقریباً 42 ہزار اساتذہ تفتیش کے دائرے میں ہیں جن کی کاؤنسلنگ نہیں ہو پائی ہے۔ابتدائی تحقیقات میں جن 24000 اساتذہ کی ملازمتیں خطرے میں بتائی جاتی ہیں، ان کے سرٹیفیکیٹ میں تضاد پایا گیا ہے۔ان کے سرٹیفکیٹس کی دوبارہ جانچ پڑتال کی جائے گی۔اگر اس دوران سرٹیفکیٹ جعلی پایا گیا تو انہیں ملازمت سے نکال دیا جائے گا اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔ ثانوی تعلیم کے ڈائریکٹر یوگیندر سنگھ نے بتایا ہے کہ تمام اساتذہ کے سرٹیفکیٹس کی جانچ کے بعد تمام ریکارڈ سروس بک میں درج کیا جائے گا۔پھر ایک ڈیجیٹل سروس بک بنا کر اسے آن لائن کردیا جائے گا۔

اشتعال انگیز تقریر پر پھنسے متھن چکرورتی

کولکاتا کے بدھان نگر پولیس اسٹیشن میں مشہور اداکار متھن چکرورتی کے خلاف ایک ایف آئی آر درج کرائی گئی ہے۔ دراصل کولکاتا میں منعقد بی جے پی کی ایک میٹنگ کے دوران متھن چکرورتی نے فلمی انداز میں ایک اشتعال انگیز تبصرہ کیا تھا۔متھن کے اشتعال انگیز بیان کے خلاف کوشک شاہا نام کے ایک شخص نے ایف آئی آر درج کرائی ہے۔متھن پر الزام ہے کہ انہوں نے فلمی انداز میں ایک ڈائیلاگ کا حوالہ دیتے ہوئے امن وشانتی کو متاثر کرنے والا تبصرہ کیا تھا۔ دراصل 27 اکتوبر کو جب مرکزی وزیر داخلہ امیت شاہ مغربی بنگال کے دورے پر تھے۔اس وقت متھن چکرورتی کو دادا صاحب پھالکے ایوارڈ سے نوازا گیا تھا اس موقع پر امیت شاہ کے ساتھ ساتھ کئی بی جے پی کے لیڈران موجود تھے۔ میٹنگ میں متھن نے اپنی فلمی ڈائیلاگ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ”تم ہمارے ڈال کا ایک پھل توڑو گے تو ہم چار توڑیں گے“۔ان کے اسی بیان کی وجہ سے ان کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی گئی ہے۔

بلڈوزر کارروائی کے معاملہ میں سپریم کورٹ کی یوگی حکومت کو پھٹکار

سپریم کورٹ نے اترپردیش حکومت کو سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ وہ قانونی اور انسانی حقوق کے اصولوں کی پاسداری کرے۔ یہ تبصرہ اُس وقت سامنے آیا جب عدالت نے ایک درخواست پر سماعت کی، جس میں ایک شہری منوج ٹبریوال آکاش کی جانب سے اترپردیش کے ضلع مہاراج گنج میں ان کے مکان کے خلاف کی گئی کارروائی پر سوال اٹھایا گیا تھا۔سن 2019 میں ریاستی حکام نے سڑک کو چوڑا کرنے کے منصوبے کے تحت ان کے گھر کو منہدم کر دیا تھا۔منوج کی درخواست پر عدالت نے ریاستی حکومت کو 25 لاکھ روپے کا عبوری معاوضہ فراہم کرنے کا حکم دیا۔سپریم کورٹ کی بنچ، جس میں چیف جسٹس بھی شامل ہیں، نے اس توڑ پھوڑ کو غیر قانونی اور من مانی قرار دیتے ہوئے ریاستی افسران کی جانب سے اختیارات کے غلط استعمال پر برہمی کا اظہار کیا۔عدالت نے سوال اٹھایا کہ کس بنیاد پر یہ مکانات غیر قانونی قرار دیے گئے اور مکانات کو منہدم کرنے سے قبل رہائشیوں کو اطلاع کیوں نہیں دی گئی۔

جھارکھنڈ اسمبلی انتخاب میں انڈیا بلاک نے 7 گارنٹی کا کیا اعلان

جھارکھنڈ اسمبلی انتخاب کے لئے انڈیا اتحاد نے اپنا انتخابی منشور جاری کردیا ہے۔اس منشور میں انڈیا اتحاد نے جھارکھنڈ 7 گارنٹیوں کا اعلان کیا۔اس سے قبل این ڈی اے نے بھی انتخابی منشور جاری کیا تھا، جس میں انہوں نے بھی عوام سے کئی وعدے کیے تھے۔انڈیا اتحاد کی جانب سے جاری کردہ 7 گارنٹی یہ ہیں: 1- 1931 کی بنیاد پر کھتیان کی گارنٹی: اس میں 1932 کے کھتیان کی بنیاد پر مقامی پالیسی، سرنا دھرم کوڈ کو نافذ کرنے کے ساتھ ساتھ علاقائی زبان وثقافت کے تحفظ کا وعدہ کیا گیا ہے۔2- گارنٹی مئیاں سمان: دسمبر 2024 سے 'مئیاں سمان' اسکیم کے تحت خواتین کو 2500 روپے کی 'اعزازی رقم' دینے کا وعدہ کیا ہے۔3- گارنٹی سماجی انصاف: ایس ٹی 28 فیصد، ایس سی 12 فیصد، او بی سی کو 27 فیصد اور اقلیتوں کے مفادات کا تحفظ اور پسماندہ طبقات کی بہبود کے لئے وزارت بنانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔4- گارنٹی غذائی تحفظ: فی شخص 7 کلو مفت راشن دینے کا وعدہ۔ ساتھ ہی گیس سلنڈر ریاست کے ہر غریب پریوار کو 450 روپے میں دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔5- روزگار اور صحت کی حفاظت کی گارنٹی: جھارکھنڈ کے 10 لاکھ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو نوکری اور روزگار فراہم کرانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ساتھ ہی 15 لاکھ تک فیملی ہیلتھ انشورنس فراہم کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔6- تعلیم کی گارنٹی: ریاست کے تمام بلاکس میں ڈگری کالج اور ضلع ہیڈ کوارٹر میں انجینئرنگ، میڈیکل کالج اور یونیورسٹی قائم کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ساتھ ہی روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے لئے صنعتی فروغ کی پالیسی لاتے ہوئے ریاست کے تمام ضلعی ہیڈ کوارٹرز میں 500-500 ایکڑ کے صنعتی پارک بنائے جائیں گے۔7- کسانوں کے فلاح و بہبود کی گارنٹی: اس گارنٹی کے تحت دھان کے ایم ایس پی کو 2400 روپے سے بڑھا کر 3200 روپے کرنے کے ساتھ ساتھ لاہ، تسر، کرنج، مہوا، چرونجی، سال بیج وغیرہ کی امدادی قیمت میں 50 فیصد کے اضافے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

پارلیمنٹ کے سرمائی اجلاس کی تاریخ کا اعلان

پارلیمنٹ کے سرمائی اجلاس کا اعلان کردیا گیا ہے۔مرکزی وزیر کرن رجیجو نے اس کے متعلق جانکاری دی سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' پر دی ہے۔مرکزی وزیر نے کہا کہ پارلیمنٹ کا سرمائی اجلاس 25 نومبر سے شروع ہوگا جو 20 دسمبر تک جاری رہے گا۔اجلاس کے دوران کئی اہم بلوں پر بحث کی جائے گی۔مرکزی وزیر کرن رجیجو نے 'ایکس' پر کیے گئے 'پوسٹ میں لکھا ہے کہ ”مرکزی حکومت کی سفارش پر صدر جمہوریہ نے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی کارروائی کو منظوری دے دی ہے۔“انہوں نے مزید بتایا کہ ”26 نومبر کو ہندوستانی آئین کو 75 سال پورے ہونے جارہے ہیں۔یہ خاص دن آئین ساز اسمبلی کے سنٹرل ہال میں منایا جائے گا۔“ قابل ذکر ہے کہ سرمائی اجلاس کے دوران کئی بل پیش کئے جائیں گے، لیکن اس بات کا قوی امکان ہے کہ اس بار کا اجلاس موجودہ حکومت کے لئے آسان نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس اجلاس میں وقف بورڈ کے متعلق بل پیش کیا جائے گا جس پر پچھلے اجلاس میں بھی کافی ہنگامہ ہوچکا ہے۔ساتھ ہی 'ون نیشن ون الیکشن' بل بھی پیش کیا جائے گا جس کو پہلے ہی مرکزی کابینہ کی منظوری مل چکی ہے۔ وقف بورڈ اور 'ون نیشن ون الیکشن' بل کی اپوزیشن پارٹیوں نے مسلسل مخالفت کی ہے۔ ہنگامہ صرف لوک سبھا میں ہی نہیں، بلکہ راجیہ سبھا میں بھی مختلف مسائل کو لے کر ہوا تھا۔ہنگامہ کی وجہ سے دونوں ایوانوں یعنی لوک سبھا اور راجیہ سبھا کی کارروائی غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کردی گئی تھی۔

یوپی میں ڈی جی پی کی تقرری اب یوپی حکومت کرے گی

یوگی حکومت نے ضمنی انتخاب سے قبل ایک بڑا فیصلہ کیا ہے، جس کے تحت اب اترپردیش کا ڈی جی پی کون ہوگا اس کا فیصلہ مرکز نہیں خود یوپی حکومت کرے گی۔ کابینہ کی میٹنگ میں اس تجویز پر مہر لگ گئی جس میں یوپی ایس سی کو پینل نہیں بھیجنے کی بات کہی گئی ہے۔اس سلسلے میں سابق وزیراعلیٰ اکھلیش یادو کا بھی ردعمل سامنے آیا ہے۔انہوں نے اس معاملے کو 'دہلی بمقابلہ لکھنؤ قرار دیا ہے۔اکھلیش یادو نے ڈی جی پی معاملے کو 'دہلی بمقابلہ لکھنؤ بتاتے ہوئے سوشل میڈیا پر پوسٹ کیا ہے ”سنا ہے کسی بڑے افسر کو مستقل عہدہ دینے اور اس کی مدت کار 2 سال بڑھانے کا نظام بنایا جارہا ہے۔سوال یہ ہے کہ نظام بنانے والے خود 2 سال رہیں گے یا نہیں۔ کہیں یہ دہلی کے ہاتھ سے لگام اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش تو نہیں ہے۔

Volume:64/74,Issue:43 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Rizwan Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB *WEEKLY*
PHULWARI SHARIF, PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT-14 13-5-24-26
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/1961

اپنا قصور دوسروں کے سر پر ڈال کر
کچھ لوگ سوچتے ہیں حقیقت بدل گئی
(نامعلوم)

اسرائیل کی دم توڑتی امیدیں

راشد احمد، پٹنہ

زندگی مائل فریاد و فغاں آج بھی ہے☆☆☆کل بھی تھا سینے پہ ایک سنگ گراں آج بھی ہے
آج بھی زخمِ رگِ گل سے ٹپکتا ہے لہو☆☆☆خوں میں ڈوبی ہوئی کانٹوں کی زباں آج بھی ہے

اسرائیل کی دہشت گردانہ کارروائی کو پورے ایک سال گزر گئے۔ 7 اکتوبر 2023 کو برسوں کے ظلم و بربریت، خون آشام صبح وشام سے اکتا کر حماس نے اسرائیل پر حملہ کیا اور اپنی سیکوریٹی کو ناقابل تسخیر سمجھنے والے اسرائیل کے اندر نہ صرف گھستا چلا گیا بلکہ آناً فاناً 1200 سے زیادہ اسرائیلیوں کو ہلاک کر کے تقریباً ڈھائی سو افراد کو اپنے ساتھ بھی لیتا چلا گیا۔ یہ ایسا حملہ تھا جس نے پوری دنیا کو سکتے میں ڈال دیا تھا۔ خود اسرائیل ہکا بکا رہ گیا تھا۔ لیکن مظلوم کی یہ آہ کسی کو برداشت نہیں ہوئی اور اسرائیل نے جوابی حملہ اس جوش کے ساتھ کیا کہ ایک ہی حملے میں نہ صرف حماس کا خاتمہ ہو جائے گا بلکہ غزہ پر وہ قبضہ کر لے گا۔ اس کے اس حملے میں اسرائیل کو دنیا کی بڑی طاقتوں کی پوری پوری مدد اور حمایت شامل رہی۔ اس میں سرفہرست امریکہ رہا جو چین میں ایغور مسلمانوں پر ظلم کے احتجاج میں چین کا اقتصادی بائیکاٹ کرتا ہے لیکن غزہ میں اسرائیل کے ذریعہ قتل عام کے موقع پر ''ہم اسرائیل کے ساتھ ہیں'' کا کھل کر نہ صرف اعلان کرتا ہے بلکہ اسے حقیقت ثابت کرتا ہے۔

اس ایک سال میں اسرائیل نے 42000 سے زیادہ لوگوں کو ہلاک کر دیا، تقریباً ایک لاکھ افراد زخمی ہو گئے۔ مرنے والوں میں 28 فیصد بچے 15 فیصد سے زیادہ خواتین، 7 فیصد سے زیادہ بزرگ لوگ شامل ہیں 17 فیصد لوگ ایسے ہیں جو مارے جا چکے لیکن ان کی عمر اور جنس کا پتہ نہیں۔ 33.13 فیصد جوان لوگ مارے گئے ہیں۔ اس سے اسرائیل کی بہادری کا اندازہ آسانی کے ساتھ لگایا جا سکتا ہے اور کہنے کی ضرورت نہیں کہ اسرائیل نے حماس کے ٹھکانوں کو نہیں بلکہ شہری آبادی کو بے دریغ نشانہ بنایا جو اقوام متحدہ کے چارٹر کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ بسا بسایا شہر غزہ جس کا دنیا کے خوبصورت شہروں میں شمار ہوتا تھا آج ملبے کے ایک بہت بڑے ڈھیر اور اجتماعی قبروں کا شہر بن گیا ہے جہاں آج بھی کتنی لاشیں ملبوں کے اندر دبی ہیں اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اس کے عوض ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ امریکہ کی قیادت میں بڑی طاقتیں اسرائیل کے خلاف میدان میں آ جاتیں لیکن ہوا یہ کہ امریکہ اور اس کے حاشیہ بردار ممالک نے اسرائیل کو پوری طرح اپنے دائرے میں لے کر محفوظ کر لیا کہ کوئی اس کا بال بھی بیکا نہ کر پائے۔

اس ایک سال کے دوران اسرائیل نے غزہ میں وحشت و بربریت کا روز ایک نیا رکارڈ قائم کیا اور امریکہ نے اس کے لئے اسرائیل کی ریکارڈ فوجی مدد کی۔ امریکہ نے 7 اکتوبر 2023 سے اب تک اسرائیل کو کم از کم 17.9 بلین ڈالر کی فوجی امداد فراہم کی ہے۔ اس نے اسرائیل کے آئرن ڈوم اور ڈیوڈز سلنگ میزائل ڈیفنس سسٹم کیلئے 4 بلین ڈالر بھیجے جب کہ ایک سال کے دوران مشرق وسطی میں امریکی فوج کیلئے بھی 4.86 بلین ڈالر اضافی رقم فراہم کی گئی، لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود اسرائیل اپنا وہ خواب پورا کرنے میں ناکام رہا ہے جو اس نے اکتوبر میں حملہ کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ کوئی شک نہیں کہ اسرائیل نے اس دوران حماس سربراہ اسماعیل ہنیہ کو نشانہ بنایا۔ لبنان میں پیجر اور واکی ٹاکی دھماکوں کے ذریعے درجنوں افراد کی جان لی اور ہزاروں کو زخمی کیا۔ لبنان پر بھی فضائی حملے کر کے سینکڑوں افراد کو شہید اور زخمی کر دیا، حزب اللہ سربراہ حسن نصر اللہ اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا۔ حسن نصر اللہ کا جنہیں جانشیں ہونا تھا انہیں بھی ہلاک کر دیا۔ حماس اور حزب اللہ کے سیکڑوں کارکنوں کو ہلاک کر دیا لیکن کیا اسرائیل اپنے خلاف مزاحمت کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا؟ نہیں۔ وہ ایک لیڈر کو مارتا ہے دوسرا سامنے آ جاتا ہے۔ یہ سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی فلسطین کا بچہ بچہ اسرائیلی فوجیوں سے بھڑنے کو تیار ہے۔ ایک سال کی وحشیانہ کارروائیوں کے باوجود حماس بھی موجود ہے اور حزب اللہ بھی۔ لیکن اس دوران اسرائیل کا جھوٹ ایک کے بعد ایک کر کے سامنے آنا شروع ہو چکا ہے۔

1948 کی اسرائیل عرب جنگ کے بعد سے ایک لمبی مدت تک عرب ممالک اسرائیل کے مکمل بائیکاٹ اور فلسطین کی حمایت کی پالیسی پر چلتے رہے۔ لیکن اب حالات بہت بدل چکے ہیں۔ مادیت پرستی اور دین سے دوری نے عرب ممالک کے حکمرانوں کا رویہ یکسر تبدیل کر دیا ہے۔ کچھ تو اس کے لئے ان کا مزاج اور کچھ ان کی مجبوریاں بھی ہیں۔ امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے اور اس کی ''مراعات'' کا فائدہ اٹھانے کے لئے ان حکمرانوں نے اسے اپنے یہاں کھلی چھوٹ دی۔ خلیجی اور عرب ممالک ہونے کے باوجود ایک دوسرے کو امریکہ نے ایک دوسرے کا دشمن بنا کر پیش کیا اور ان حکمرانوں نے امریکہ کی آنکھوں سے سیاست کو دیکھتے ہوئے اپنے ہی بھائیوں کو اپنا دشمن سمجھا۔ اس کے بعد ''آپ کی حفاظت'' کی تھیوری سمجھا کر امریکہ نے ہر اہم عرب ملک میں اپنا فوجی اڈہ یا فوجی مشن قائم کر لیا۔ اب معاملہ یہ ہے کہ یہ حکمران امریکی فوجیوں اور اسلحوں کے سائے میں سانس لے رہے ہیں۔ ان کے سامنے کوئی متبادل ہی نہیں ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جس دم انہوں نے امریکہ کے سامنے آنکھیں ٹیڑھی کیں اسی دم انکل سام ان کی آنکھیں نکال لے گا۔ اس لئے انہوں نے غزہ کے شہیدوں کی طرف سے آنکھیں بند کر کے اپنی آنکھیں بچا لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ غزہ کے لوگوں کو مرنے سے روکنے کے لئے تو کچھ نہیں کر پا رہے ہیں لیکن مرنے کے بعد ان کی آخری رسوم اور مرنے والوں کے اہلِ خانہ کے لئے کھانا پانی لے کر دوڑنے کی کوشش ضرور کر رہے ہیں اور دنیا کو بتا رہے ہیں کہ مانا کہ زندہ رکھنے کی کوشش نہ کر سکے لیکن مرنے کے بعد تو ساتھ کھڑے ہیں!

اگر بات یہیں تک ہوتی تو شاید ان کی مجبوری کو سمجھا بھی گیا ہوتا لیکن سچ تو یہ ہے کہ ان کی مجبوری کے پردے کے پیچھے ان کی انتہائی درجے کی بے حسی دکھائی دے رہی ہے۔ مانا کہ وہ امریکہ کے سامنے کھڑے ہونے کی ہمت نہیں کر پا رہے ہیں لیکن کم از کم وہ غم کے شریک تو ہوتے۔ ہلاکتوں کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی اور نیند اڑا دینے والی تصویریں دیکھ کر یہ تو سوچنا بھی ممکن نہیں کہ ایک جانب چھوٹے چھوٹے بچوں کے جسم کے ٹکڑے فضاؤں میں اڑ رہے ہوں چیخ و پکار مچی ہو اور برادر ملک میں ''شکیرا'' کا نیم عریاں رقص دیکھا جا رہا ہو، موسیقی کی محفلیں سج رہی ہوں، فیشن شو ہو رہے ہوں، تفریحی پروگرام ہو رہے ہوں، جشن ہو رہا ہو! اس کے آگے کچھ کہنے کی ضرورت تو محسوس نہیں ہوتی۔ وقت اس پر اپنا فیصلہ خود ہی سنا دے گا، اس مدت کے دوران یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اسرائیل کی یہ کارروائیاں اور مغربی ممالک کی اس کے لئے حمایت صرف اس لئے نہیں ہے کہ غزہ سے اسرائیل کے خلاف مزاحمت کا خاتمہ ہو بلکہ اس لئے کہ ایک گریٹر اسرائیل قائم کیا جا سکے جس کے دامن میں کئی خلیجی ممالک اپنا نام و نشان کھو دیں گے اور ان میں سعودی عرب اور مصر جیسے اہم نام بھی شامل ہیں۔ اسرائیلی وزیر اعظم نے اقوام متحدہ میں نئے اسرائیل کا جو نقشہ دکھایا وہ ''گریٹر اسرائیل'' کی جانب بڑھتا قدم ہے۔ کیا ہی المناک اور افسوناک بات ہے کہ جس اقوام متحدہ نے ''ٹو نیشن تھیوری'' دے کر اسرائیل کو فلسطین کو تسلیم کرنے کی قرارداد منظور کی تھی اسی اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر اسرائیلی وزیر اعظم نے اسی کے منہ پر کالک پوت دی اور سب کے سب مبہوت تماشہ رہے!

بنیاد پرست اور شدت پسند یہودیوں کے لئے 'دا پرومسڈ لینڈ' (وہ زمین جس کا وعدہ کیا گیا ہے) ایک مقدس خواب ہے۔ اس پرومسڈ لینڈ کے نقشے میں اردن، فلسطین، لبنان، شام، عراق اور مصر کے کچھ حصے بھی شامل ہیں۔ یہاں تک کہ اس کا دائرہ مدینہ تک پہنچتا ہے۔ صیہونیت کے بانی تھیوڈور ہرزل کے مطابق 'پرومسڈ لینڈ' یا گریٹر اسرائیل کے نقشے میں مصر میں دریائے نیل سے لے کر عراق میں نہرِ فرات تک کے علاقے شامل ہیں یعنی فلسطین، لبنان، اردن، عراق، ایران، شام، مصر، ترکی اور سعودی عرب بھی گریٹر اسرائیل کا حصہ ہوں گے۔ اسرائیل میں بہت سے یہودی اس خطے کو 'ایرٹز اسرائیل' یا 'لینڈ آف اسرائیل' کے نام سے جانتے ہیں اور یہ اسرائیل کی موجودہ سرحدوں سے کہیں بڑا جغرافیائی علاقہ ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جنوری 2024 میں اسرائیلی مصنف ایوی لپکن کا ایک انٹرویو بہت وائرل ہوا جس میں انھوں نے گریٹر اسرائیل کے تصور پر بات کی تھی۔ ایوی نے کہا تھا ''ایک دن آئے گا جب ہماری سرحدیں لبنان سے لے کر سعودی عرب کے عظیم صحراؤں سے ہوتی ہوئی بحیرہ روم سے لے کر نہرِ فرات (عراق) تک پھیلی ہوں گی۔ اس کا کہنا تھا کہ 'فرات کے دوسری جانب کرد ہیں جو ہمارے دوست ہیں۔ ہمارے پیچھے بحیرہ روم ہے اور ہمارے آگے کرد۔۔۔ لبنان کو اسرائیل کے تحفظ کی ضرورت ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہم مکہ اور مدینہ اور طور سینا پر بھی قبضہ کریں گے اور ان جگہوں کو پاک کریں گے۔'' فرانسیسی صدر کی جانب سے اسرائیلی وحشت و بربریت کا اعتراف اور احتجاج میں نہ صرف اسرائیل کے لئے اسلحہ کی فراہمی روکنے کا فیصلہ بلکہ دوسرے یوروپی ممالک کو بھی یہی مشورہ دینے کے بعد اسرائلی صدر اور وزیر اعظم کا جو ردعمل تھا وہ قابل غور تھا۔ انہوں نے اس جنگ کو اپنے دفاع کی جنگ نہیں کہا بلکہ نیا رخ دے دیا۔ اسرائیلی صدر ہرزوگ نے فرانسیسی صدر کے بیان کو ''شرمناک'' قرار دے دیا اور کہا کہ۔۔۔۔۔۔ توقع کرتا ہوں کہ آزاد دنیا کے رہنما ہمارے مسئلے کو کئی حوالوں سے سمجھ سکتے ہیں۔ ہم تو آزاد دنیا ہی کے مستقبل کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

قدرت کا اصول ہے کہ کسی بھی چیز کی کثافت جب بڑھتی ہے تو ابتدا میں وہ اسے مضبوطی دیتی ہے لیکن پھر یہی کثافت اس کی بربادی کا سبب بن جاتی ہے۔ پہلے جنوبی افریقہ، پھر درجنوں دوسرے ممالک اور اب فرانس! خون ناحق کبھی بے کار نہیں جاتا۔ اسرائیل کو جلد یا بدیر وہ قیمت ادا کرنی ہوگی کہ مدتوں اسے عالمی منظر نامہ میں اپنی بساط کے لئے جگہ نہیں ملے گی۔

◯ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یا دیئے گئے کیو آر کوڈ اسکین کر کے آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر دیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کر دیں، رابطہ اور واٹس ایپ نمبر 9576507798 (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔
WEEK ENDING-11/11/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351, 2555014, 2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com
نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے
THE NAQUEEB
UPI ID : 6201750233naqueeb@sbi
BHIM UPI
Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421 9304022690

Scanned with CamScanner